Online Edition

بدھ 29/جون 2022ء | 29/ذوالقعدہ 1443ھ ہجری قمری | 29/احسان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:130

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٩﴾

(البقرۃ:149)

ترجمہ:۔ اور ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

انبیاء کے آنے کا جو مقصد ہوتا ہے اور جس مقصد کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ یہ ہے کہ خدا سے ملانا اور گناہ سے بچنے کے طریقے سکھانا اور نیکیوں کی طرف لے جانے والے راستے بتانا۔ اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ یہ مقصد ہم بڑی آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جب آپ نیکیوں پر قائم ہونے کی کوشش شروع کرتے ہیں اور کچھ نیکیاں بجالانا شروع کرتے ہیں تو یہ ایک قدم ہے یا چند قدم ہیں جو ہم نے اس راستے میں اٹھائے ہیں۔ یہ وہ انتہا نہیں ہے جس پر ایک احمدی مسلمان کو پہنچنا چاہئے۔ اور انتہا ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ ہر منزل پر اگلی منزل کا پتہ ملتا ہے جس کے لئے رہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں‘‘ دین میں اور روحانیت میں کوئی خود بخود اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کے راستے تلاش نہیں کرسکتا۔ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا کوئی چیدہ بندہ وہ راستے نہ دکھائے۔ اور اس زمانے میں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ چیدہ بندہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے قرب کے اعلیٰ معیار صرف کچھ عبادت کر کے حاصل نہیں ہو جاتے اور نہ ہی نیکیوں کی انتہا کچھ نیکیاں حاصل کرنے سے ہو جاتی ہے بلکہ یہ ایک مسلسل عمل ہے اور مسلسل سفر ہے جس پر چلتے ہوئے جب مومن اپنے خیال میں منزل کے قریب پہنچتا ہے تو اسے اور منزلیں نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ نیکیوں کی منزلیں تلاش کرے۔

(خطبہ جمعہ 29/ اپریل 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- جاگ اے شرمسار! آدھی رات (منظوم)
- احکام خداوندی
- دُعاء ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- This week with Huzur 20/ مئی 2022ء
- گردہ کی پتھری سے نجات کا ایک آزمودہ نسخہ
- مونٹی نیگرو میں تعارفی میٹنگز
- مجلس شوریٰ بیلجیم کا انعقاد

فرمانِ رسول ﷺ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ مالدار لوگ بلند درجوں پر پہنچ گئے اور ہمیشہ کی نعمتیں لوٹ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کیوں؟‘‘ انہوں نے عرض کی کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ صدقہ دیتے ہیں اور ہم نہیں دے سکتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں آزاد کر سکتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میں تمہیں ایسی چیز سکھا دوں کہ جو تم سے آگے ہوں ان کو تم پا لو اور اپنے پیچھے والوں کے ہمیشہ آگے رہو اور کوئی تم سے درجہ میں بڑھ کر نہ ہو مگر وہ جو وہی کام کرے جو تم کرتے ہو۔‘‘ انہوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’تسبیح و تکبیر و تحمید کرو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ۔‘‘ ابوصالح نے کہا: پھر مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہمارے بھائیوں نے سن پایا جو اہل مال ہیں ہماری اس دعا کو اور وہ بھی پڑھنے لگے جیسے ہم پڑھتے ہیں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔‘‘ یعنی اس میں میرا کیا اختیار ہے۔ قتیبہ کے علاوہ راویوں نے اس روایت میں یہ بڑھایا کہ لیث ابن عجلان سے راوی ہے کہ سمی نے کہا کہ میں نے یہ حدیث اپنے کسی گھر والوں سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ تم بھول گئے۔ اس روایت میں یوں ہے کہ ’’تسبیح کرے تو اللہ کی تینتیس 33 بار اور تحمید کرے تو اللہ کی تینتیس 33 بار اور تکبیر کہے اللہ کی تینتیس 33 بار‘‘، پھر میں ابوصالح کے پاس گیا اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: اللہ اکبر سے الحمدللہ تک تینتیس 33 بار کہے یعنی اللہ بڑا ہے اور پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کو ہے اور اللہ بڑا ہے اور پاک ہے اور سب اسی کے لئے ہے۔

(صحیح مسلم: حدیث نمبر 1347)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

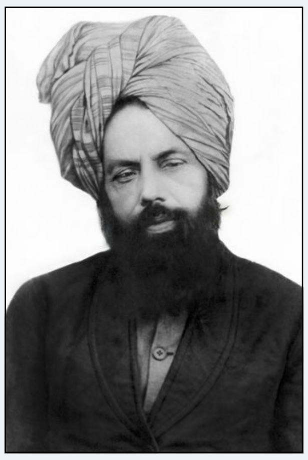

اسلام میں انسان کے تین طبقے رکھے ہیں۔ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ، مُقْتَصِدٌ، سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ۔

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ تو وہ ہوتے ہیں جو نفسِ امارہ کے پنجے میں گرفتار ہوں۔ اور ابتدائی درجہ پر ہوتے ہیں۔ جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہیں کہ اس حالت سے نجات پائیں۔

مُقْتَصِدٌ وہ ہوتے ہیں جن کو میانہ رو کہتے ہیں۔ ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پا جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھی اس کا حملہ اُن پر ہوتا ہے اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں، پورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی۔

مگر سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ وہ ہوتے ہیں کہ اُن سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کی حرکات وسکنات طبعی طور پر اس قسم کی ہو جاتی ہیں کہ اُن سے افعالِ حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے۔ گویا ان کے نفس امارہ پر بالکل موت آجاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالت میں ہوتے ہیں۔ ان سے اس طرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے۔ اس لئے ان کی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اس کو نیکی ہی سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی معرفت اور بصیرت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہیں حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 442-443 ایڈیشن 1988ء)

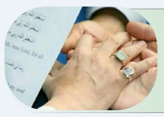

دربارِ خلافت

فحشاء پر اگر اصرار نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہو تو خدا تعالیٰ بخش دیتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس یہ قرآنِ کریم کے حکم کی خوبصورتی ہے کہ یہ نہیں کہ نظر اُٹھا کے نہیں دیکھنا، اور نہ نظریں ملانی ہیں بلکہ نظروں کو ہمیشہ نیچے رکھنا ہے اور یہ حکم مرد اور عورت دونوں کو ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو۔ اور پھر جب نظریں نیچی ہوں گی تو پھر ظاہر ہے یہ نتیجہ بھی نکلے گا کہ جو آزادانہ میل جول ہے اُس میں بھی روک پیدا ہو گی۔ پھر یہ بھی ہے کہ فحشاء کو نہیں دیکھنا، تو جو بیہودہ اور لغو اور فحش فلمیں ہیں، جو وہ دیکھتے ہیں اُن سے بھی روک پیدا ہو گی۔ پھر یہ بھی ہے کہ ایسے لوگوں میں نہیں اُٹھنا بیٹھنا جو آزادی کے نام پر اس قسم کی باتوں میں دلچسپی رکھتے ہیں اور اپنے قصے اور کہانیاں سناتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس طرف راغب کر رہے ہوتے ہیں۔ نہ ہی سکائپ (Skype) اور فیس بُک (Facebook) وغیرہ پر مرد اور عورت نے ایک دوسرے سے بات چیت کرنی ہے، ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنی ہیں، نہ ہی ان چیزوں کو ایک دوسرے سے تعلقات کا ذریعہ بنانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سب ظاہر یا چھپی ہوئی فحشاء ہیں جن کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم اپنے جذبات کی رَو میں زیادہ بہ جاؤ گے، تمہاری عقل اور سوچ ختم ہو جائے گی اور انجامکار اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑ کر اُس کی ناراضگی کا موجب بن جاؤ گے۔

پھر آجکل کے زمانے میں ایک ایسی بے حیائی کو ہوا دی جا رہی ہے جو فطرت کے نہ صرف خلاف ہے بلکہ جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ایک قوم کو تباہ کر دیا تھا۔ حکومتیں اب ایک ہی جنس کی شادی کے قانون بنا رہی ہیں۔ یعنی فحشاء کو ہوا دینے اور پھیلانے کی حکومتی سطح پر کوشش کی جا رہی ہے اور قانون بنائے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ حکومتوں کے سربراہ وزیر اعظم یہ کہتے ہیں کہ ہم چاہیں گے کہ اب تمام دنیا میں ہم جنسوں کی شادی کا قانون بنے اور ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اس بارے میں دنیا میں کوشش کریں گے۔ ایک وزیر اعظم کی طرف سے اس طرح کا بیان آیا تھا۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی پکڑ کو آواز دے رہے ہیں۔ پھر ایک ملک کے بڑے پادری ہیں جو غالباً ساؤتھ افریقہ کے ہیں۔ حالانکہ افریقن اب تک یہی کہتے رہے ہیں کہ اس قسم کی غیر فطری شادیاں جو ہیں وہ نہیں ہونی چاہئیں اور یہ قانون نہیں بننے چاہئیں۔ اور پھر یہ پادری صاحب جو بائبل پڑھنے والے، اُس کا پرچار کرنے والے، اُس کی تعلیم دینے والے ہیں، جس میں خود یہ لکھا ہوا ہے کہ اس کی وجہ سے قوم تباہ ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایسے شادی کرنے والے جوڑے جنت میں نہیں جائیں گے تو پھر میں جہنم میں جانا پسند کروں گا۔ تو یہ ان کا حال ہو چکا ہے۔

یہ آجکل کی دنیا میں فحاشی کی انتہا ہو چکی ہے۔ پس یاد رکھیں کہ یہ جو فحاشی ہے، اگر اسی طرح سرِعام پھیلتی رہی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف دنیا نے رُخ نہ کیا، اس کی طرف توجہ نہ کی تو پھر یہ قومیں بھی اپنے انجام کو دیکھ لیں گی۔ یہ اس دنیا کو بھی یقیناً جہنم بنائے گی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اُس نے کیا سلوک کرنا ہے۔ بلکہ اب جو میڈیکل ریسرچ ہے اُس میں واضح طور پر یہ کہا جانے لگا ہے کہ ایڈز کا مرض ایسے لوگوں میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے جو مَردوں مَردوں اور عورتوں عورتوں کی شادیوں کے بھیانک جرم میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سزا دینے کے طریقے مختلف ہیں۔ ضروری نہیں کہ اگر ایک قوم کو پتھروں کی بارش برسا کر سزا دی تھی تو ہر قوم کو اسی طرح سزا دی جائے۔ HIV یا ایڈز کی یہ بیماری ایسی ہے جو دردناک اور خوفناک انجام تک لے جاتی ہے۔

پس جس تیزی سے دنیا میں فحاشی پھیلائی جا رہی ہے، ایک احمدی کا کام ہے کہ اُس سے بڑھ کر اپنے خدا سے تعلق پیدا کر کے اپنے آپ کو اور دنیا کو اس تباہی کے خوفناک انجام سے بچانے کی کوشش کرے۔ یہ دنیا دار تو اپنے آپ کو تباہ کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ دنیا دار اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے ایک ایسے طبقہ کو خوش کرنے کے لئے جو خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑ رہا ہے، پوری دنیا کو فحشاء میں مبتلا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جس کا انجام پھر تباہی ہے۔ ان لوگوں کی ہمدردی کے لئے ہمیں انہیں بتانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت رحم کرنے والا اور گناہ معاف کرنے والا بھی ہے، اُس نے مغفرت کا راستہ کھلا رکھا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِهِمۡ ۚ وَمَنۡ يَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰهُ (آل عمران: 136) کہ اور وہ لوگ جو کسی بے حیائی کے مرتکب ہوں یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، پھر اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی بخش نہیں سکتا۔

(خطبہ جمعہ 2/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

جاگ اے شرمسار! آدھی رات

(کلام چوہدری محمد علی مضطرؔ مرحوم)

جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات

یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر، ہوشیار! آدھی رات

وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات

اس کے دربارِ عام میں جا بیٹھ
سب لبادے اتار آدھی رات

دو گھڑی عرضِ مدّعا کر لے
وقت ہے سازگار آدھی رات

بابِ رحمت کو کھٹکھٹانے دے
میرے پروردگار! آدھی رات

شدّتِ غم میں کچھ کمی کر دے
اب تو اے غمگسار! آدھی رات

کھلتے کھلتے کھُلے گا بابِ قبول
عرض کر بار بار آدھی رات

اپنے داتا کے در پہ آیا ہے
ایک اُمیدوار آدھی رات

ہوش و صبر و قرار کا دامن
ہو گیا تار تار آدھی رات

میری فریاد کا جواب تو دے
بول اے کِردگار! آدھی رات

بے کسوں کو تری کریمی کا
آ گیا اعتبار آدھی رات

اشک در اشک جھلملانے لگا
میرا قرب و جوار آدھی رات

کس لیے بے قرار ہے مضطرؔ
کس کا ہے انتظار آدھی رات

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو (الحدیث)

قسط نمبر 43

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔''

(کشتی نوح)

اولاد (حصہ 2)

متبنّٰی (لے پالک) حقیقی بیٹا نہیں

•وَمَا جَعَلَ اَدۡعِیَآءَکُمۡ اَبۡنَآءَکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ قَوۡلُکُمۡ بِاَفۡوَاہِکُمۡ

(الاحزاب:5)

نہ ہی تمہارے منہ بولوں کو تمہارے بیٹے بنایا ہے۔ یہ محض تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔

لے پالک کو بالارادہ بیٹا کہنا قابل سزا ہے

•وَلَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ فِیۡمَاۤ اَخۡطَاۡتُمۡ بِہٖ ۙ وَلٰکِنۡ مَّا تَعَمَّدَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ

(الاحزاب:6)

اور اس معاملہ میں جو تم غلطی کر چکے ہو اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں۔ ہاں مگر وہ (گناہ ہے) جو تمہارے دلوں نے بالارادہ کمایا۔

لے پالکوں کو باپوں کے نام سے یاد کرو

•اُدۡعُوۡہُمۡ لِاٰبَآئِہِمۡ ہُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰہِ

(الاحزاب:6)

ان کو ان کے آباء کے نام سے یاد کیا کرو۔

لے پالک کے باپوں کا علم نہ ہونے کی صورت میں وہ دینی بھائی ہیں

•فَاِنۡ لَّمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ فَاِخۡوَانُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَمَوَالِیۡکُمۡ

(الاحزاب:6)

اور اگر تم ان کے آباء کو نہ جانتے ہو تو پھر وہ دینی معاملات میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں۔

لے پالک کی مطلقہ بیوی سے شادی کی اجازت

•فَلَمَّا قَضٰی زَیۡدٌ مِّنۡہَا وَطَرًا زَوَّجۡنٰکَہَا لِکَیۡ لَا یَکُوۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ حَرَجٌ فِیۡۤ اَزۡوَاجِ اَدۡعِیَآئِہِمۡ اِذَا قَضَوۡا مِنۡہُنَّ وَطَرًا ؕ وَکَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ مَفۡعُوۡلًا

(الاحزاب:38)

پس جب زید نے اس (عورت) کے بارہ میں اپنی خواہش پوری کر لی (اور اسے طلاق دے دی)، ہم نے اسے تجھ سے بیاہ دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے متعلق کوئی تنگی اور تردّد نہ رہے جب وہ (منہ بولے بیٹے) اُن سے اپنی احتیاج ختم کر چکے ہوں (یعنی انہیں طلاق دے چکے ہوں) اور اللہ کا فیصلہ بہرحال پورا ہو کر رہنے والا ہے۔

زنا (حصہ 1)

''یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔''

(حضرت مسیح موعودؑ)

زنا کی ممانعت

•وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ؕ وَسَآءَ سَبِیۡلًا

(بنی اسرائیل:33)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ یقیناً یہ بے حیائی ہے اور بہت بُرا رستہ ہے۔

زنا کی طرف بلانے والی عورت سے چشم پوشی کرنا

•یُوۡسُفُ اَعۡرِضۡ عَنۡ ہٰذَا

(یوسف:30)

اے یوسف! اس سے اِعراض کر

زنا کی طرف راغب عورت کو استغفار کرنے کی ہدایت

•وَاسۡتَغۡفِرِیۡ لِذَنۡۢبِکِ ۚۖ اِنَّکِ کُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِئِیۡنَ

(یوسف:30)

اور تُو (اے عورت!) اپنے گناہ کی وجہ سے استغفار کر۔ یقیناً تُو ہی ہے جو خطا کاروں میں سے تھی۔

زنا بارے شک و شبہ پر دیانت داری سے فیصلہ کرنا

•وَاسۡتَبَقَا الۡبَابَ وَقَدَّتۡ قَمِیۡصَہٗ مِنۡ دُبُرٍ وَّاَلۡفَیَا سَیِّدَہَا لَدَا الۡبَابِ ؕ قَالَتۡ مَا جَزَآءُ مَنۡ اَرَادَ بِاَہۡلِکَ سُوۡٓءًا اِلَّاۤ اَنۡ یُّسۡجَنَ اَوۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۲۶﴾ قَالَ ہِیَ رَاوَدَتۡنِیۡ عَنۡ نَّفۡسِیۡ وَشَہِدَ شَاہِدٌ مِّنۡ اَہۡلِہَا ۚ اِنۡ کَانَ قَمِیۡصُہٗ قُدَّ مِنۡ قُبُلٍ فَصَدَقَتۡ وَہُوَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۲۷﴾ وَاِنۡ کَانَ قَمِیۡصُہٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ فَکَذَبَتۡ وَہُوَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِیۡصَہٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ قَالَ اِنَّہٗ مِنۡ کَیۡدِکُنَّ ؕ اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ ﴿۲۹﴾

(یوسف:26-29)

اور وہ دونوں دروازے کی طرف لپکے اور اس (عورت) نے پیچھے سے (اُسے کھینچتے ہوئے) اس کی قمیص پھاڑ دی اور ان دونوں نے اس کے سرتاج کو دروازے کے پاس پایا۔ اُس (عورت) نے کہا جو تیرے گھر والی سے بدی کا ارادہ کرے اس کی جزا قید کئے جانے یا دردناک عذاب کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس (یعنی یوسف) نے کہا اِسی نے مجھے میرے نفس کے بارہ میں پھسلانے کی کوشش کی تھی۔ اور اس کے گھر والوں ہی میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر اُس کی قمیص سامنے سے پھٹی ہوئی ہے تو یہی سچ کہتی ہے اور وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ اور اگر اُس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو یہ جھوٹ بول رہی ہے اور وہ سچوں میں سے ہے۔ پس

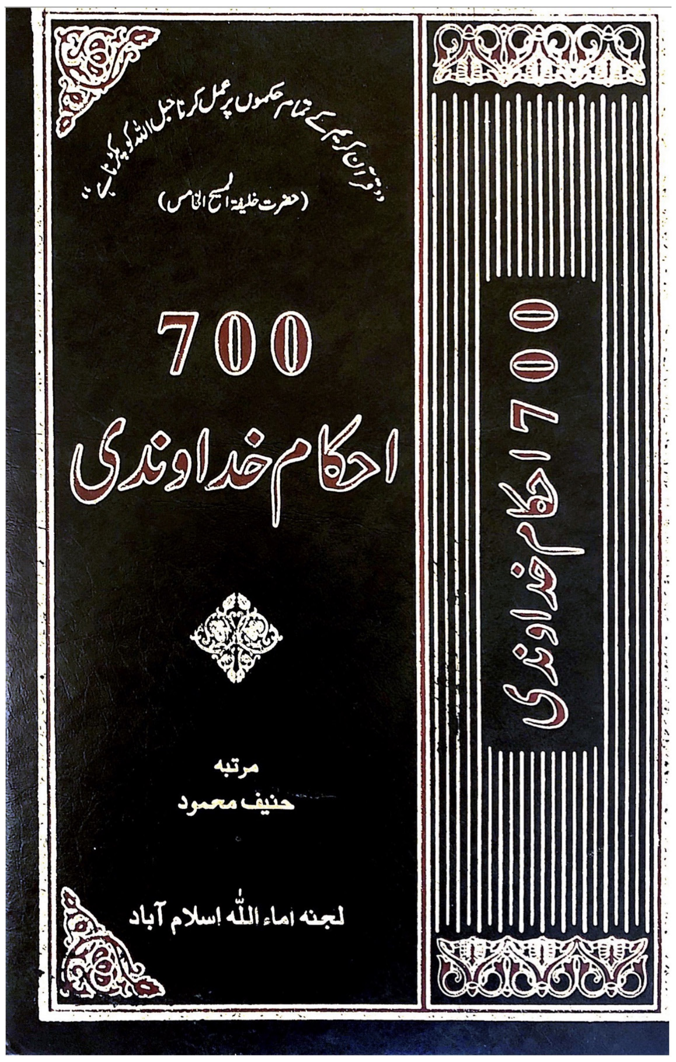

جب اس نے اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو (بیوی سے) کہا یقیناً یہ (واقعہ) تمہاری چالبازی سے ہوا۔ یقیناً تمہاری چالبازی (اے عورتو!) بہت بڑی ہوتی ہے۔

زانی اور زانیہ کی سزا

•اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ ۪ وَّلَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِہِمَا رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ وَلۡیَشۡہَدۡ عَذَابَہُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳﴾ اَلزَّانِیۡ لَا یَنۡکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوۡ مُشۡرِکَۃً ۫ وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنۡکِحُہَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوۡ مُشۡرِکٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۴﴾

(النور:3-4)

زنا کار عورت اور زنا کار مرد، پس ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے تعلق میں اُن دونوں کے حق میں کوئی نرمی (کا رُجحان) تم پر قبضہ نہ کرلے اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ اور اُن کی سزا مومنوں میں سے ایک گروہ مشاہدہ کرے۔

اور ایک زانی (طبعاً) شادی نہیں کرتا مگر کسی زانیہ یا مشرکہ سے اور ایک زانیہ سے (طبعاً) کوئی شادی نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک۔ اور یہ (قبیح فعل) مومنوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

(نوٹ: ان دو آیات میں درج ذیل چھ احکام موجود ہیں)

1. زانیہ عورت اور زانی مرد کو (اگر اُن پر الزام ثابت ہو جائے تو) 100,100 کوڑے لگاؤ۔
2. ان دونوں قسم کے مجرموں کے متعلق تمہیں اللہ کے حکم بجالانے میں یعنی سزا دینے میں رحم نہ آئے۔
3. ان دونوں کی سزا کو مومنوں کی ایک جماعت مشاہدہ کرے۔
4. ایک زانی، زانیہ یا مشرکہ کے سوا کسی سے ہم صحبت نہیں ہوتا۔
5. اور نہ زانیہ، زانی یا مشرک کے سوا کسی سے ہم صحبت ہوتی ہے۔
6. یہ (زنا) مومنوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

(700احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 342-349)

حسنیٰ مقبول احمد۔ امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 34

دعا کی حقیقت

اصل بات یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے بےخبر ہیں۔ اور مسلمانوں نے بھی اس میں سخت ٹھوکر کھائی ہے کہ دعا جیسی شے کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے ہیں۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 262 حاشیہ ایڈیشن 1984ء)

ہماری جماعت کو دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہیے

اللہ تعالیٰ نے شروع قرآن ہی میں دُعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے۔ اس کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ (الفاتحہ:2-4) اس میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات کو جو ام الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔ ربّ العالمین ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرّہ ذرّہ کی ربوبیت کر رہا ہے۔ عالَم اسے کہتے ہیں جس کی خبر مل سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دُنیا میں ایسی نہیں ہے جس کی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارواح اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کر رہا ہے۔ وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اس کی پرورش کرتا ہے۔ جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں رُوح کی سیری اور تسلّی کے لئے معارف اور حقائق وہی عطا فرماتا ہے۔

پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمٰن ہے یعنی اعمال سے بھی پیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین، چاند، سورج، ہوا، پانی وغیرہ جس قدر اشیاء انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں۔

اور پھر وہ اللہ رحیم ہے یعنی کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش عمل دیتا ہے۔

پھر مالک یوم الدین ہے یعنی جزا وہی دیتا ہے اور وہی یوم الجزاء کا مالک ہے۔ اس قدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ رُوح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دُعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتی ہے۔ اس کے بعد اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی ہدایت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے اس پر ہمیشہ کمر بستہ رہو اور کبھی مت تھکو۔

غرض اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جس قدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کریگا۔ اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دُور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائے گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب

تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہوسکتا نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہی دعا تو ہے جس پر مسلمانوں کو ناز کرنا چاہیئے۔ اور دوسرے مذاہب کے آگے تو دعا کے لئے گندے پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ توجہ نہیں کر سکتے۔ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ایک عیسائی جو خون مسیح پر ایمان لا کر سارے گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے۔ اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعا کرتا رہے۔ اور ایک ہندو جو یقین کرتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہوتی اور تناسخ کے چکر سے رہائی ہی نہیں ہے وہ کیوں دعا کے واسطے ٹکریں مارتا رہے گا وہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ کُتّے بلّے۔ بندر۔ سؤر بننے سے چارہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اس میں دعا کی تعلیم ہے اس میں کبھی سُستی نہ کرو اور نہ اس سے تھکو۔

پھر دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:187) یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہدو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے۔ اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔

غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جابجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دُعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السّلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 266-269 ایڈیشن 1984ء)

خدا تعالیٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو

پس تمہیں چاہیئے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھ لو۔ ہاں اوّل بدیوں سے پرہیز کرو۔ اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو اور پھر خدا تعالےٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو۔ جب تک انسان ان دونو صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا۔ مومن کامل ہی کی تعریف میں تو اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ فرمایا گیا ہے اب غور کرو کہ کیا اتنا ہی انعام تھا کہ وہ چوری چکاری رہزنی نہیں کرتے تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے؟ نہیں۔ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ میں تو وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات رکھے گئے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الٰہیہ کہلاتے ہیں۔

اگر اسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کی دعا تعلیم نہ ہوتی جس کا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا اتنا ہی تو کمال نہ تھا۔ کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ خدا تعالےٰ کی محبت، صدق، وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔

پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکھایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شئی ہے۔ جب تک انسان اُسے حاصل نہیں کرتا۔ اس وقت تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا اور مُنۡعَمۡ عَلَیۡہِ کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔ اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ مومن کے نفس کی تکمیل دو شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے ایک شربت کا نام کافوری ہے اور دوسرے کا نام زنجبیلی ہے کافوری شربت تو یہ ہے کہ اس کے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہو جاوے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو۔ جس طرح پر کافور میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے۔ اسی لئے اُسے کافور کہتے ہیں۔ اسی طرح پر یہ کافوری شربت گناہ اور بدی کی زہر کو دبا دیتا ہے اور وہ موادِ ردّیہ جو اُٹھ کر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں اُن کو اُٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے۔ دوسرا شربت شربت زنجبیلی ہے جس کے ذریعہ سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پھر حرارت پیدا ہوتی ہے۔ پس اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ تو اصل مقصد اور غرض ہے یہ گویا زنجبیلی شربت ہے۔ اور غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کافوری شربت ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 271-272 ایڈیشن 1984ء)

ٹرانسکرائب و کمپوزنگ :ابو اثمار اٹھوال

This week with Huzur

20 مئی 2022ء

پچھلے اتوار انگلستان کی واقفاتِ نو کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔جس کے لیے واقفات نو بیت الفتوح مسجد میں جمع ہوئی تھیں۔اس موقعہ پر واقفاتِ نو نے مختلف سوالات کے ذریعہ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جو رہنمائی حاصل کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضور نے السلام علیکم کہنے کے بعد فرمایا: ’’مجھے لگتا ہے کہ واقفاتِ نو کی بجائے پورے یوکے کی لجنات اکٹھی کر لی ہیں۔‘‘جس پر بتایا گیا کہ ساری واقفاتِ نو ہیں۔پھر فرمایا کہ ’’پوری جماعت ایک طرف ہوگئی اور واقفات ایک طرف ہوگئی ہیں‘‘۔اس کے بعد فرمایا کہ ’’اگر ہمارے پاس اتنی واقفاتِ نو ہیں تو پھر تو یوکے میں انقلاب آ جانا چاہیے۔‘‘

سوال:ہمارا مذہب اسلام ہے لیکن کچھ لوگ روایات اور مذہب کو مکس کر دیتے ہیں ہمیں کیا کرنا چاہیے کہ ہم مذہب کی طرف زیادہ رجوع کریں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’ہمارا مذہب اسلام ہے اور اسلام کے بارے میں ہمیں کہاں سے پتا لگتا ہے؟‘‘جس پر موصوفہ نے جواب دیا کہ قرآن پڑھنے سے۔جس پر پیارے آقانے فرمایا کہ ’’قرآن کریم کے ذریعہ سے اور پھر آنحضرت ﷺ کی سنت ہے اور سنت کے بعد پھر حدیث ہے۔آنحضرت ﷺ نے وہی کام کر کے دکھایا ہے جو قرآن کریم میں احکامات ہیں۔بعض احکامات اور باتوں کی اپنے عمل اور ارشادات سے تشریح یا تفصیل کی اور وہ حدیث میں آیا۔اسلام کے جو بنیادی کام ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا،اس کی عبادت کرنا،اس کا حق ادا کرنا۔دوسری بات یہ کہ ایک دوسرے کا حق ادا کرنا،بندوں کے حق ادا کرنا۔اپنی social obligations جتنی ہیں ان کو پورا کرنا۔ obligations کو نبھانا اور اپنے morals کو دکھانا۔ اپنے اخلاق اچھے دکھانا۔یہ چیزیں ہیں جو مذہب ہمیں کہتا ہے۔اس کے علاوہ جو باتیں مذہب نہیں کہتا ہے۔وہ بعض کلچر میں شامل ہو چکی ہیں بعض ایشین ہیں جو انڈو پاکستان کے ہیں وہ ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ مکس رہتے تھے تو ان کے ان کے ساتھ ان کے کلچر مکس ہو گئے۔مثلاً شادی بیاہ کی رسمیں شامل ہوگئی ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نکاح جو ہے وہ شادی کا اعلان ہے۔لیکن ہمارے ہاں، مثلاً شادی کی ہی مثال ہے،اس کے بعد رخصتانہ ہوتا ہے۔ایک روایت بن چکی ہے کہ اس کے بعد رخصتانہ بھی ہوگا۔نکاح کے بعد بھی رخصت کر سکتے ہیں ضروری نہیں ہے کہ بڑے ڈھول ڈھمکے کیے جائیں اور بڑے علیحدہ فنکشن کیے جائیں ہر ایک چیز کے (مثلاً) ایک مہندی کا فنکشن ہو اور ایک شادی کا فنکشن ہو۔اسلام میں تو نکاح کا اعلان ہی شادی ہے اور اس کے بعد ولیمہ کی دعوت ہے۔آنحضرت ﷺ سے تو یہی دو باتیں ثابت ہیں۔اسی طرح اسلام ہمیں کہتا ہے کہ اپنے لباس کو حیادار بناؤ۔قرآن کریم کا بھی حکم ہے۔اپنے لباس کو حیادار بناؤ اور حجاب رکھو۔مردوں اور عورتوں کے درمیان فاصلہ رکھو یہ اسلام کی تعلیم ہے۔اس میں کلچر کا کوئی تعلق نہیں۔لیکن جہاں ضرورت ہو وہاں Interaction ہو بھی سکتا ہے۔رابطہ ہو بھی سکتا ہے۔بات بھی ہو سکتی ہے۔مثلاً اگر کوئی لڑکی ریسرچ کر رہی ہے اور وہاں اس کے ساتھ ریسرچ کرنے والے دوسرے مرد ہیں تو علم حاصل کرنے کی حد تک آپس میں بات چیت ہو بھی سکتی ہے۔باقی جو روایتیں ہیں وہ تو ادھر ادھر کی اکٹھی ہو چکی ہیں۔دنیا میں بے شمار ممالک ہیں۔مختلف لوگ ہیں،مختلف قومیں ہیں،مذہب کے علاوہ ان کی اپنی Traditions ہیں۔افریقہ میں Tribe ہیں، قبائل ہیں ان کی اپنی Traditions ہیں۔ان کو بتا نا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے حکموں سے متصادم ہوتی ہے اس کو چھوڑنا ہے۔شرک نہیں کرنا۔بنیادی چیز ہے کہ اللہ کے تقدس کو قائم کرنا ہے اور شرک نہیں کرنا۔قرآن کریم میں جو بنیادی احکامات ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے روایات میں سے جو اچھی ہیں ان کو کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔اگر یہاں کی کوئی برٹش عورت احمدی ہو جاتی ہے اس کو یہ کہنا ہے کہ تم نے یہ کرنا ہے اور یہ کرنا ہے اور وہ اسلامی تعلیم میں نہیں ہے بلکہ تمہارے کلچر میں ہے تو وہ غلط ہے۔نہ ہی افریقنوں کو یہ کہنا کہ تم یہ کرو وہاں افریقنوں کی بعض روایات ہیں مثلاً اگر وہ اللہ تعالیٰ کو مقابل پر نہیں لاتیں اور شرک کا کوئی اظہار ان سے نہیں ہوتا یا بنیادی اخلاق سے دور نہیں لے کر جاتیں تو اپنے کلچر میں رہ کر وہ کر سکتی ہیں۔مختلف قوموں کے کلچر میں بعض باتیں اچھی بھی ہیں،ان کو اختیار کر سکتے ہیں اگر وہ براہ راست اسلام کی تعلیم سے متصادم نہیں ہوتیں تو۔

سوال:جب آپ جلسہ،اجتماع،اور بڑی Gathering پر تشریف لاتے ہیں اور ہم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور Excited ہو کر ہاتھ ہلا رہے ہوتے ہیں اس وقت آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’تم خوش ہوتے ہو تو میں بھی خوش ہو جاتا ہوں۔میں بھی تمہیں ہاتھ ہلا دیتا ہوں۔جو تمہیں محسوس ہو رہا ہوتا ہے وہی مجھے محسوس ہو رہا ہوتا ہے۔کہ اچھے اور مخلص احمدی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔پیار کرنے والے احمدی بیٹھے ہیں۔خلافت کے وفادار احمدی بیٹھے ہیں۔یہی feel ہو رہا ہوتا ہے۔‘‘

سوال: کسی بھی رشتے میں جھگڑے اور فساد سے بچنے کے لیے کس حد تک compromise کرنا چاہیے اور کس وقت اپنی self – respect کو ترجیح دینی چاہیے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’بات یہ ہے کہ کس قسم کے رشتے ہیں؟بعض بہن بھائیوں کے رشتے ہیں بعض ماں باپ کے رشتے ہیں بعض چچا ماموں کے رشتے ہیں بعض خاوند بیوی کے رشتے ہیں بعض ساس بہو کے رشتے ہیں۔تو ہر رشتے کی مختلف نوعیت ہے۔اور جھگڑے کی نوعیت کیا ہے؟جہاں تک ماں باپ کا سوال ہے،ان کی تو ہر وقت عزت کرنی ہے۔احترام کرنا ہے۔یہی قرآن کریم کا حکم ہے۔سوائے شرک کی یا دین سے ہٹانے کی بات کریں۔اس کے علاوہ ان کے سامنے اُف بھی نہیں کرنی۔ہر جگہ compromise ہی compromise ہے۔ان کی تو خدمت کرنی ہے۔ماں باپ کے اگر آپس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں اس میں اگر تمہیں ہو کہ ماں کی سائیڈ لینی ہے یا باپ کی سائیڈ لینی ہے تو کسی کی بھی نہیں لینی۔دونوں کو اگر سمجھا سکتے ہو تو سمجھاؤ۔بہن بھائیوں کا جہاں تک سوال ہے تو بہن بھائیوں سے صلح کے لیے اپنا حق چھوڑنا بھی پڑے تو چھوڑ دینا چاہیے۔اسلام یہی کہتا ہے کہ دوسروں کے حق کا خیال رکھو۔اسلام یہ تو کہتا ہے کہ جہاں تمہارا حق بنتا ہے وہاں تم حق لو۔لیکن اس سے پہلے یہ کہتا ہے کہ دوسروں کے حق کا خیال رکھو۔اگر دوسرے کے حق کا خیال رکھو گے اور اس کے لیے دعا بھی کر رہے ہو گے کہ میں حق کا بھی خیال رکھنے والی ہوں،اللہ تعالیٰ اس کو بھی عقل دے کہ یہ بھی بات سمجھ جائے اور لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں تو وہاں لڑائی جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔تیسری بات آ جاتی ہے رشتے داروں سے،ماموں چاچا سے تو وہ تو ویسے ہی بڑے ہیں اور روزانہ کا میل جول تو ہے نہیں، کبھی کبھار ان سے ملنا ہے۔ان سے اچھی طرح اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کرو۔ہر ایک سے سلام کرو،خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔یہی اعلیٰ اخلاق ہیں۔رہ گئی ساس بہو کی بات تو ساسوں میں عمر کے لحاظ کی وجہ سے ان کی عادتیں بڑی پکی ہو چکی ہوتی ہیں۔تو جہاں تک ان کی عزت اور احترام کا سوال ہے وہ کرو۔اور عورتوں کو کرنا چاہیے۔خاوندوں کو ساسوں کی مسلسل شکایتیں بھی نہیں کرنی چاہیے۔صرف یہ کہنا چاہیے کہ دعا کرو میں صحیح طرح کام کر سکوں۔بات یہ ہے کہ اگر اپنے اچھے اخلاق ہوں تو خاوند بھی رام ہو جاتے ہیں سوائے اس کے کہ کوئی ڈھیٹ قسم کا آدمی ہو تو اور بات ہے۔اسی طرح اگر کوئی ساس ہے اس کے لیے اعلیٰ اخلاق یہ ہے کہ بہو کا خیال رکھے۔یہ تو اسلام کی تعلیم ہے کہ ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھو۔ساس کو بہو کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے اور بہو کو ساس کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے۔بہن بھائیوں کو ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے۔اور پھر ان کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔اگر کوئی ایسی صورت حال پیدا ہوگئی ہے کہ جس سے آپس میں کسی بھی قسم کی دراڑ پیدا ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دے۔اعلیٰ اخلاق اگر ہوں تو انسان رام کر لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو تمہارے دشمن ہیں اگر ان کو بھی اعلیٰ اخلاق دکھاؤ تو وہ بھی بہترین دوست بن جاتے ہیں۔تو جو آپس کی رشتے داریاں ہیں،یا ایک مذہب میں رہنے والے ہیں۔وہ کیوں نہیں آپس میں ایک دوسرے کو اچھے اخلاق دکھا کر دوست بن سکتے؟اللہ تعالیٰ کا تو دعویٰ ہے کہ دشمن بھی تمہارے دوست بن جاتے ہیں۔تو جو ایک ہی قبیلے کے ہیں ایک ہی خاندان کے ہیں ایک ہی گھر کے ہیں ایک ہی قوم کے ہیں ایک ہی مذہب کے ہیں وہ کیوں نہیں دوست بن سکتے۔اگر کوئی معین سوال ہے تمہارا تو بتاؤ مجھے۔‘‘حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا ’’کس سے صلح کروانی ہے؟ ساری باتیں جو تمہارے ذہن میں تھی وہ ساری باتیں بیچ میں آ گئی ہیں یا نہیں آئی؟‘‘جس پر موصوفہ نے جواب دیا کہ ’’جی حضور۔‘‘

سوال:تاریخ سے ثابت ہے کہ جس طرح پہلے زمانے کے لوگ اپنے Gender کے مطابق اپنے آپ کو present کرتے تھے یہ طریقہ اب تبدیل ہو چکا ہے۔مثال کے طور پر قدیم مصری زمانے میں مرد عام طور پر میک اپ استعمال کرتے تھے اور یہ ان کی مردانگی اور دولت کی علامت سمجھی جاتی تھی۔لیکن اب یہ بات Gender norms کے خلاف سمجھی جاتی ہے۔ایک حدیث میں ذکر ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں مرد عورتوں جیسا لباس پہننے لگیں گے اور عورتیں مردوں جیسا۔حضور کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ آج کل کے زمانے میں اس حدیث کا مطلب کس طرح سے لیا جا سکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کو generalize نہیں کر سکتے۔ آپ نے جو پہلے بیان کیا کہ مرد جو تھے وہ سنگھار کیا کرتے تھے اور یہ کیا کرتے تھے۔ دراصل بعض قبیلوں کی بعض Traditions ہیں۔ وہ خاص festival ہوتے تھے جس میں وہ ایک خاص قسم کا میک اپ کر کے اور لباس پہن کر آیا کرتے تھے اور اسی طرح عورتیں بھی میک اپ کر کے اور لباس پہن کر آتی ہیں۔ پرانے قبیلے جیسے کہ آسٹریلیا کے Aborigines، یا نیوزی لینڈ کے Maoris ہیں، یا امریکہ کے ریڈ انڈین ہیں۔ ان سب کے اپنے اپنے رواج ہیں۔ پرانی قوموں کے بھی رواج تھے جس کے مطابق وہ کیا کرتے تھے۔ لیکن عمومی طور پر یہ کہنا کہ مرد عورتوں کی طرح پہنتا تھا اور عورت بن جاتا تھا یہ غلط ہے۔ مرد کی تو نشانی یہی تھی کہ مردانگی ظاہر ہو۔ اس لیے آنحضور ﷺ نے اس وقت بھی فرمایا کہ مرد کو مرد ہی نظر آنا چاہیے۔ لیکن ایک وقت ایسا آئے گا جب مرد عورت کی پہچان نہیں رہے گی۔ ترجیحات بدل جائیں گی۔ اس وقت ہر کوئی اپنا حق پہچاننے والا نہیں ہو گا اور اسی کا نتیجہ نکل رہا ہے کہ یہ برائیاں پھیل رہی ہیں۔ اب gender تبدیل کرنے کا رواج پیدا ہو گیا ہے اس لیے اس قسم کی برائیوں میں جب انسان ملوث ہوتا ہے تو خیال بھی پیدا ہوتا ہے ماحول اس پر اثر ڈالنے لگ جاتا ہے اور لڑکی کہتی ہے کہ میں لڑکا بننا چاہتی ہوں اور لڑکا کہتا ہے کہ میں لڑکی بننا چاہتا ہوں اگر نہیں بھی بننا چاہتے تو بعض ایسی حرکتیں کرتے ہیں مثلاً لڑکوں نے کان میں بوندے پہننا شروع کر دیئے، لمبے بال رکھنا شروع کر دیئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مرد اور عورت میں فرق ہونا چاہیے۔ مرد کو مردانگی کے اصول کے مطابق مردانگی دکھانی چاہیے اور عورت صنفِ نازک ہے اس کو اس کے حساب سے لباس میں رہنا چاہیے۔ جب یہ چیزیں بدل جاتی ہیں تو یہی آخری زمانے کی نشانی ہے۔ پھر جب ایسے حالات بدلتے ہیں جب دنیا میں سارا بگاڑ اور فساد پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ اپنے فرستادوں کو، اپنے قریبیوں کو، اپنے پیاروں کو دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجتا ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس لیے بھیجا ہے کہ وہ صحیح تعلیم بتا کر اور انسانوں کو ان کے حق بتا کر کہ تمہارے کیا کام ہیں؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ میں دو مقصد لے کر آیا ہوں۔ ایک یہ کہ بندے کو خدا سے ملانا۔ اور دوسرا یہ ہے کہ بندوں کے آپس کے حقوق ادا کرنا اور اعلیٰ اخلاق دکھانا۔ یہ اخلاق کیا ہیں؟ یہی کہ بندے کا جب اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو بنایا ہے اس پر ہی چلے گا نہ یہ کہ دنیا کے پیچھے چل کے دنیا کے دکھاوے کے لیے، یہ ایک رسم بن گئی ہے بعض تو بیمار ہوتے ہیں ان کو آپ چھوڑ دو لیکن اکثریت ایسی ہے کہ وہ بیمار نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کے دیکھا دیکھی فیشن کے طور پر اس قسم کی حرکتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں پھر وہ اللہ سے بھی دور چلے جاتے ہیں دین سے بھی دور چلے جاتے ہیں اور بالکل دنیا میں ڈوب جاتے ہیں تو ایسے لوگ اگر صحیح رستے پر نہیں آتے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو سزا بھی دیتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس دنیا میں ہی سزا ملے اللہ تعالیٰ اگلے جہان میں بھی سزا دیتا ہے کہ تم کو جو بنایا تھا تم کیوں نہیں بن رہے؟ میں نے تمہارے پاس پیغام بھجوایا تھا کہ یہ یہ اچھے اخلاق ہیں یہ مذہب کی تعلیم ہے۔ تم نے کیوں نہیں عمل کیا؟ کیوں تم نے ان کی مخالفت کی؟ کیوں دنیا میں ڈوبے رہے؟ تو یہ تو اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے وہ کس طرح بندے کے ساتھ deal کرتا ہے۔ یہی بات ہے کہ انسان اس زمانے میں آزادی کے نام پر اور Freedom of expression اور ہر قسم کا جو Freedom ہے اس کے نام پر جو چاہے کرنے لگ جاتا ہے پھر یہ برائیوں کی طرف لے کر جاتی ہے۔ اس سے آہستہ آہستہ پھر انسانی نسل بھی ختم ہو رہی ہے اور یہ برائیاں بڑھ کر آخر میں جن قوموں میں زیادہ ہو جائیں گی وہ تباہ ہو جائیں گی۔ جس طرح پہلی قومیں تباہ ہوتی رہیں۔‘‘

سوال: بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ مثلاً انبیاء، خلفاء، شہداء، صالحین، صادقین کی اولاد دعائیں ملنے کے باوجود اور نیک نمونہ دیکھنے کے باوجود صحیح راستے سے ہٹ جاتے ہیں تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’ہر ایک کا اپنا عمل ہے۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے نے نہیں مانا تو اللہ تعالیٰ نے اسے سزا دی اور وہ غرق ہو گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے، حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور میں گزشتہ کسی خطبہ میں اس کو quote کر چکا ہوں کہ فاطمہ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم پیغمبر کی بیٹی ہو تو بخشی جاؤ گی۔ تمہارے اپنے عمل تمہیں بخشنے کی طرف لے کر جائیں گے۔ انبیاء اور نیک لوگ نمونہ تو قائم کر دیتے ہیں لیکن اگر ان کے نمونوں کے اوپر کوئی عمل نہ کرے۔ نہ چلے، ڈھیٹ ہو، ضدی طبیعت ہو اور اس نمونہ کو دیکھ کر بھی نصیحت حاصل نہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کا قانون چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ وہ نیک آدمی کا بیٹا یا بیٹی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ اس کے اپنے عمل کیا ہیں؟ اس نے میری تعلیم پر عمل کیا ہے یا نہیں۔ اور اگر نہیں کیا تو پھر اس کو سزا ملتی ہے اس دنیا میں یا اگلے جہان میں۔ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ تعلیم تو ہر ایک کے لیے ایک ہی ہے۔ اگر عقلمند انسان ہو تو وہ دوسرے سے نمونہ لے کر سبق حاصل کرتا ہے نیک نمونہ دیکھ کر نیکیوں پر عمل کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بدفطرت ہے، دنیا کی چیزوں اور چمک دھمک نے اس کو زیادہ قائل کر دیا ہے یا اس کی ذاتی خواہشات زیادہ بڑھ گئی ہیں تو وہ پھر برائیوں میں بڑھ جاتا ہے قطع نظر اس کے وہ کس کا بچہ ہے، کس کا بچہ نہیں ہے۔ یہ تو ہر ایک کا اپنا عمل ہے۔ انبیاء بھی ساروں کو ایک جیسی نصیحت کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے نصیحت کی تو سب مسلمانوں کو کرتے تھے۔ اگر individually کرتے تھے تو اپنے بچوں کو بھی کرتے تھے۔ اسی طرح جو نیک لوگ ہیں وہ نصیحت کرتے ہیں اپنے بچوں کو بھی کرتے ہیں اب کوئی نہ مانے اور ڈھیٹ ہو تو پھر اس کا کیا کیا جا سکتا ہے؟ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ حضرت علیؓ کے گھر گئے۔ تہجد نہیں پڑھی تھی تو انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ جگا دیتا ہے تو جاگ جاتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عجیب لوگ ہیں، کج بحثی کرتے ہیں۔ خود جس کام کو کرنا نہیں چاہتے اس پر اللہ کا نام لگا دیتے ہیں۔ یہ تو غلط ہے۔ خیر حضرت علیؓ کو اس سے سبق آ گیا اور پھر انہوں نے اٹھنا شروع کر دیا تہجد کے لئے بھی۔ حضرت فاطمہؓ کو بھی ایسے ہی نصیحت کیا کرتے تھے۔ تو یہ نصیحتیں ہیں۔ اگر کسی کو عقل ہے تو وہ اس پر عمل کر لے گا۔ نوحؑ کے بیٹے کو نصیحت کی کہ میرے پاس آ جاؤ اور نہ بگڑو لیکن اس نے عمل نہیں کیا تو وہ ڈوب گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے بچے کو نصیحت کی اس نے عمل کیا اور وہ بچ گیا۔ تو یہ تو ہر ایک پر منحصر ہے۔ یہ کہنا کہ یہ ضروری شرط ہے کہ ہر نیک بندے کا بچہ نیک ہو، ہاں عمومی طور پر نیک ہوتے ہیں لیکن بعض برے بھی نکل آتے ہیں۔ یہ قانون قدرت ہے برائیوں کی طرف جاؤ گے تو برے بن جاؤ گے لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں اپنے بچوں کے لیے دعا کرنے والے لوگ ہیں چاہے وہ نبی ہیں، صدیق ہیں، یا کوئی بھی ہیں یا صالح ہیں یا شہید ہیں اگر وہ نیک ہیں اور اپنے بچوں کے لیے دعا کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرنے والے ہیں تو عموماً ان کے بچے بہتر ہوتے ہیں۔ اکا دکا ایسی مثالیں ہیں جو برے بھی نکل آتے ہیں۔‘‘

سوال: آج کل یہ رواج ہے کہ اگر کوئی شخص کسی Topic پر اپنی کوئی ایسی رائے دیتا ہے جو ٹرینڈ سے الگ ہوتی ہے یا مذہب کی بنیاد پر ہوتی ہے تو لوگ اسے Ostracized کر دیتے ہیں اس ٹرینڈ کو cancel culture کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس ڈر کی وجہ سے کچھ نوجوان اپنی رائے نہیں دیتے اور اپنے دوستوں کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ حضور ایسی صورت میں آپ کی واقفاتِ نو کے لیے کیا راہنمائی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’تم لوگوں نے تو انقلاب پیدا کرنا ہے۔ ابھی میں نے کہا نہیں کہ ماشاءاللہ اتنی زیادہ ہو گئی ہو، اب انقلاب پیدا کر دو؟ اسی رو میں بہہ جانا تو ہمارا کام نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نبی بھیجتا ہے تو اس وقت بھیجتا ہے جب زمانہ بہت زیادہ بگڑ چکا ہو۔ آنحضرت ﷺ

کو جب اللہ تعالیٰ نے بھیجا تو اس وقت قرآن شریف نے بھی کہا ہے کہ بحر و بر میں فساد برپا ہوا تھا سب لوگ بگڑے ہوئے تھے۔ تو آپ ﷺ کو اصلاح کے لیے بھیجا۔ اور عیسائی بھی مانتے ہیں یہودی بھی مانتے ہیں کہ وہ زمانہ بہت بگڑا ہوا تھا۔ لوگ مذہب سے دور ہٹ رہے تھے۔ تو پھر ان کی اصلاح کے لیے آنحضرت ﷺ کو بھیجا۔ اور آپ ﷺ نے بتایا کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے، اور خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کا طریقہ کیا ہے، کس طرح عبادت کرنی چاہیے، اچھے اخلاق کیا ہیں، مذہب تم سے کیا چاہتا ہے، اور اس کا اثر ہوا اور دنیا میں اس کا اثر پھیلا۔ اور جب عیسائیوں اور یہودیوں نے دیکھا کہ اسلام پھیل رہا ہے تو انہوں نے بھی اپنی تعلیم کو بہتر کرنا شروع کر دیا اس کو مقابلے میں لانے کے لیے اچھے اخلاق پھیلانے شروع کر دیئے۔ تو بہرحال عمومی طور پر وہ مانتے ہیں کہ وہ انتہائی بگڑا ہوا زمانہ تھا۔ پھر بارہ سو سال، چودہ سو سال کا زمانہ گزر گیا تو مسلمانوں میں بھی بگاڑ پیدا ہوگیا۔ پھر دوسرے مذاہب میں بھی دوبارہ اسی طرح بگاڑ پیدا ہوگیا۔ مذہب سے دور جانے لگ گئے۔ آج کل دیکھ لو کہ دوسرے مذاہب والے 65 فیصد سے زیادہ لوگ تو خدا کو نہیں مانتے۔ مذہب سے دور ہو گئے ہیں۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق بھیجا ہے اور ہمیں توفیق دی کہ ہم ان کو مان لیں۔ اور آپ لوگوں کو توفیق دی کہ آپ وقف کر کے ان کے مشن کو پورا کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ کیونکہ لوگ مذہب سے دور ہٹے ہوئے ہیں اس لیے مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور نہ صرف مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں بلکہ انبیاء کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ آج سے آٹھ نو سال پہلے ایک زمانے میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں بھی انہوں نے کئی قسم کے کارٹون اور لطیفے بنائے اور غلط قسم کی باتیں اور حرکتیں کی۔ اور اب تک قرآن کریم کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ سویڈن، ڈنمارک وغیرہ میں ایک بندہ ہے جو قرآن کریم کی بے حرمتی کر رہا ہے اور اسلام کا مذاق اڑاتا ہے۔ اسی طرح فرانس میں اسلام کی تعلیم پر پابندیاں لگ گئیں اور بھی ملک ہیں جو مسلمانوں کو بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے اپنے عمل ایسے ہو گئے ہیں کہ مذاق اڑانے والی باتیں بن گئی ہیں۔ غلط قسم کی روایات شامل ہوگئی ہیں جن کو مذہب کا نام دے دیا۔ تو ایسے حالات میں ہم احمدی ہی ہیں جنھوں نے صحیح اسلامی تعلیم لوگوں کو بتاتی ہے۔ اگر ہمارے اچھے اخلاق ہوں گے، اچھے Morals ہوں گے ہمارا علم ہوگا، دنیاوی علم بھی ہوگا تو لوگ ہماری بات سنیں گے۔ جب ہم بحث کریں گے یا بات کریں گے تو لوگ کہیں گے یہ پڑھا لکھا ہے یہ جاہل انسان نہیں ہے۔ اس کو دنیا کا بھی علم ہے اور یہ سائنس کو بھی جانتا ہے اور اس کی جو approach ہے وہ بہت scientific اور philosophical ہے اور اس approach کے ساتھ جب یہ دلیل دیتا ہے اس کو ہمیں سننا چاہیے۔ پھر وہ مذاق نہیں اڑائیں گے۔ ہاں بعض ڈھیٹ لوگ ہوتے ہیں مذاق اڑانے والے۔ لیکن عمومی طور پر تمہیں avoid کریں گے۔ لیکن بحث کر کے تمہارا مذاق نہیں اڑائیں گے اور اگر اڑائیں گے بھی تو انہیں میں سے بعض لوگ اور پیدا ہو جائیں گے کہ یہ غلط طریقہ ہے، ہم نے مذاق اڑایا ہے، ہمیں بات سنی چاہیے تھی۔ آہستہ آہستہ بات سننے والے بھی پیدا ہوتے جائیں گے۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کتنی مستقل مزاجی سے ہم کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہم نے ڈرنا نہیں ہے اور رکنا نہیں ہے۔ اپنے عمل سے، اچھے اخلاق سے اور اپنے علم سے جس کو بڑھا کر ہم نے لوگوں کو قائل کرنا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعا سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے دعا کرتے ہوئے یہ کام کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کام کو آگے بڑھائیں اور دنیا کو صحیح راستے پر چلانے کا جو ہمارا وعدہ ہے، ہماری کوشش ہے، اس کو ہم پورا کریں۔ اپنے اپنے حلقہ میں جو تمہارا ماحول ہے یا جن لوگوں سے بھی تمہارا interaction ہوتا ہے کسی بھی ذریعہ سے یا رابطہ رہتا ہے، تعلقات قائم ہوتے ہیں، ان کو اگر تمہارے بارے میں پتہ لگ جائے کہ یہ مذہبی بھی ہے علمی بھی ہے اور بڑی دلیل سے بات کرتے ہیں تو پھر وہ تمہاری بات سنیں گے۔''

سوال: ہم غیر مسلم vegans کو کس طرح قائل کر سکتے ہیں کہ جانوروں کو ذبح کرنا morally غلط نہیں ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ balanced خوراک کھاؤ۔ گوشت بھی کھاؤ سبزی بھی کھاؤ اور اگر کوئی پسند نہیں کرتا کھانا، بعض لوگوں کو گوشت پسند نہیں ہوتا وہ گوشت نہیں کھاتے تو نہ کھائیں۔ لیکن صرف اس لیے کہ ذبح کرنا جرم ہے اس لیے ہم نے نہیں کھانا، تو پھر تو ہم سانس بھی نہ لیں۔ پانی میں بھی تو ہزاروں جراثیم ایسے ہیں جو ہمارے پیٹ میں جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں یا ہوا میں بھی بہت سے جراثیم پھر رہے ہوتے ہیں جو ہمارے سانس لینے سے مر جاتے ہیں۔ پھر سبزی ہے اس میں بھی کئی قسم کے insects کو مار کر سبزی اگاتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ اتنی organic سبزی بھی تو نہیں اگا رہے ہوتے۔ اگر کر بھی رہے ہوں تب بھی ایک زندگی کو ختم کر رہے ہوتے ہیں۔ تو جانور کو ذبح کر کے کھانا یا indirectly کھانا، بات تو ایک ہی ہے۔ ایک زندگی تو ختم کر رہے ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم ایک balanced تعلیم ہے۔ یہ نہیں کہتی کہ گوشت ہی کھاتے جاؤ اور نا صرف یہ کہتی ہے کہ سبزیاں ہی کھاتے جاؤ۔ دونوں طرح کی چیزیں کھانی چاہیے balanced خوراک کھانی چاہیے۔ Nutritionally بھی یہ ثابت ہے کہ balanced diet اگر کھائی جائے، تبھی انسان کے جسم کی جو requirements ہے وہ پوری ہوتی ہیں، باقی اس قسم کی جو موومنٹ میں شامل ہوتے ہیں وہ کتنے لوگ ہوتے ہیں؟ باقی دنیا کی اکثر آبادی تو گوشت بھی کھا رہی ہے، سبزی بھی کھا رہی ہے۔ کچھ بھی نہیں چھوڑتی۔ اس لیے زیادہ قائل کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ان باتوں میں بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں میں پڑنے کی بجائے اور بہت سی باتیں ہیں جن میں بحث کرو، تبلیغ کرو۔ اسلام کی تبلیغ اس سے نہیں رکنی چاہیے۔ تم یہ کرو کہ کہو، اچھا ٹھیک ہے تم نے سبزی کھانی ہے تو بیشک کھاؤ۔ لیکن تم اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو اور دین سیکھو۔ جب وہ ایک طرف دین سیکھ لیں گے، اللہ کا حق ادا کرنے والے بن جائیں گے تو جو بلاوجہ فیشن کے طور پر vegans کی تحریک میں شامل ہو جاتے ہیں، وہ بھی ہٹ جائیں گے۔''

دعا کا تحفہ

قہر خداوندی سے بچنے کی دعا

عباد الرحمٰن کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ رحمان خدا کے وہ بندے ہیں جو راتیں اپنے مولیٰ کے حضور سجود و قیام اور عبادات میں گزار دیتے ہیں اور غضب الٰہی سے بچنے کے لئے یہ دعائیں کرتے ہیں۔ (الفرقان:64-65)

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٦﴾

(الفرقان:66)

اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب ٹلا دے۔ اس کا عذاب ایک بہت بڑی تباہی ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 16)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 49

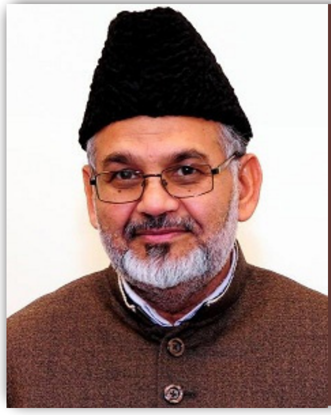

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت یکم اکتوبر 2010ء صفحہ A9 پر مختصراً ہماری ایک خبر شائع کی ہے کہ

’’مسجد میں خواتین کا پروگرام ہو رہا ہے۔ جس میں صرف خواتین ہی شامل ہوں گی۔ اس تقریب کا عنوان ہے، جلسہ سیرت النبی (ﷺ)۔ اس موقعہ پر بانی اسلام کی تعلیم اور اخلاق وسیرت و سوانح پر گفتگو کی جائے گی۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت یکم اکتوبر 2010ء پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے اس مضمون کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ نفس مضمون وہی ہے۔

الاخبار نے اپنے عربی سیکشن میں 6 اکتوبر 2010ء صفحہ 9 پر اس عنوان سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات کو شائع کیا ہے۔

’’اَلْاِیْمَانُ بِالرَّسُوْلِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاتِّبَاعُ سُنَّتِهٖ‘‘

’’رسول کریم محمد ﷺ پر محکم اور کامل ایمان اور آپ کی سنت کی مکمل پیروی۔

مضمون کے ابتدائی حصہ میں احمدی مسلمانوں کے عقیدہ کو بیان کیا گیا ہے کہ ہم احمدی مسلمان آنحضرت ﷺ کی رسالت، نبوت اور ختم نبوت پر کامل یقین رکھتے ہیں کیونکہ آپ ہی سید ولد آدم ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی کامل پیروی کامل اطاعت اور آپ کے اسوہ پر چلنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جو کچھ بھی قرآن مجید میں بیان ہوا ہے خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں ہے یا اخلاق کے بارے میں یا دیگر تعلیمات ہیں اور جو کچھ آنحضرت ﷺ کے بارے میں بیان ہوا ہے ہمارا ان سب پر ایمان ہے اور یہ بھی ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ آپ ﷺ کی پوری پوری اتباع کے بغیر ہم کوئی مرتبہ روحانیت حاصل نہیں کر سکتے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے آنحضرت ﷺ کی جو تعریف و توصیف بیان کی ہے اس کی نظیر کہیں اور نہیں مل سکتی۔ آپ نے اپنی ساری عمر آنحضرت ﷺ کی محبت میں بسر کی ہے اور آپ کے بلند مقام کو بیان کرنے میں صرف کی ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کا عربی میں ترجمہ ہے کہ جو اس طرح شروع ہوتا ہے:

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا ہے یعنی انسان کامل کو وہ ملائکہ میں نہیں تھا......

ایک اور اقتباس بھی دیا گیا ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ

اگر آنحضرت ﷺ ظاہر نہ ہوتے تو دوسرے نبیوں کی صداقت کی ہمارے پاس کوئی دلیل نہ ہوتی۔ آپ علیہ السلام نے تحریرات میں ہر جہت سے آنحضرت ﷺ کا اکمل، اعلیٰ، اقویٰ اور افضل البشر ہونا ثابت کیا ہے۔ اس لئے آپ نے تحریر کیا کہ سب کو ہمارے محبوب نبی ﷺ کی اتباع کرنی چاہئے کہ آپ سارے جہانوں کے لئے آتے تھے اور اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کرنا چاہئے۔ مضمون کے آخر میں مسجد بیت الحمید کا ایڈریس اور فون نمبر دیا گیا ہے۔

پاکستان جرنل نے اپنی 8 اکتوبر 2010ء صفحہ 21 پر خاکسار کا ایک مضمون اس عنوان سے شائع کیا ہے ’’تاریخ اسلام کا ایک سنہری ورق۔ اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں‘‘

’’مسلمان صلح حدیبیہ سے سبق حاصل کریں‘‘

اس مضمون کو خاکسار نے ابتداء میں اسلام، امن اور رواداری کا مذہب سے شروع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف توجہ دلائی ہے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ اور اس آیت کریمہ کی طرف قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ گویا اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا ہم سے محبت کرے تو اس کا صرف ایک ہی طریق ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کریں زبان سے محبت کا دعویٰ کرنے والے تو بے شار ملیں گے بلکہ کروڑوں کی تعداد میں مل جائیں گے۔ لیکن اصل بات یہ دیکھنی ہوتی ہے کہ دعویٰ کے پیچھے حقیقت کیا ہے؟

ایسے تمام لوگوں کے لئے جو اپنی انانیت کی وجہ سے تکبر و نخوت کی وجہ سے، سب کچھ کر گزرتے ہیں جنہیں موقعہ آنے پر کچھ بھی تو یاد نہیں رہتا کہ کہاں جوش دکھانا ہے اور کہاں عقل سے کام لینا ہے۔ ایک واقعہ تاریخ اسلام سے لکھ رہا ہوں اور وہ واقعہ ہمارے پیارے نبی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا ہے کہ جب آپ ایک رویاء کی بناء پر 1500 صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ عمرہ ادا کرسکیں۔ لیکن آپ کو رؤساء مکہ نے مکہ میں داخل ہونے پر روک دیا اور ان کے ساتھ گفت و شنید ہوتی رہی سفیر آتے رہے بات ہوتی رہی۔ بالآخر آپ نے حضرت عثمانؓ کو مکہ کے رؤساء کی طرف بھجوایا مگر کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہ آیا۔ بلکہ یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے اس پر آپ ﷺ نے سب صحابہ کو جمع کیا اور بیعت رضوان ہوئی۔ کسی ایک شخص نے بھی موت پر بیعت کرنے سے انکار نہیں کیا تھا۔ چنانچہ یہ خبر غلط نکلی اور حضرت عثمانؓ واپس آگئے۔ اس کے بعد صلح حدیبیہ کی شرائط طے ہوگئی تھیں۔ ان شرائط کی تفصیل سیرت النبی ﷺ علامہ شبلی نعمانی و علامہ سید سلمان ندوی کی کتاب سے لکھی گئی ہیں۔

اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے دیباچہ تفسیر القرآن سے وہ حصہ نقل کیا گیا ہے جس میں تفصیل یوں درج ہے: حضرت عثمانؓ کے آنے کے بعد مکہ کے ایک رئیس سہیل نامی معاہدہ کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب معاہدہ لکھوانا شروع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’’خدا کے نام پر یہ شرائط محمد بن عبد اللہ (ﷺ) اور سہیل ابن عمرو (قائمقام حکومت مکہ) کے درمیان طے پائی ہیں.........

اس معاہدہ کے وقت دو عجیب باتیں ہوئیں جب رسول اللہ ﷺ نے شرائط طے کرنے کے بعد معاہدہ لکھوانا شروع کیا تو آپ نے فرمایا:

’’خدا کے نام سے جو بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے‘‘ سہیل نے اس پر اعتراض کیا اور کہا خدا کو تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ ’’بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا‘‘ ہم نہیں جانتے کون ہے۔ یہ معاہدہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہے اور اس میں دونوں کے مذاہب کا احترام ضروری ہے۔ اس پر آپ نے اس کی بات قبول کر لی اور صرف اتنا ہی لکھوایا کہ ’’خدا کے نام پر ہم یہ معاہدہ کرتے ہیں‘‘ پھر آپ نے یہ لکھوایا کہ یہ شرائط صلح مکہ والوں اور محمد رسول اللہ کے درمیان ہیں۔ اس پر پھر سہیل نے اعتراض کای اور کہا کہ اگر ہم آپ کو خدا کا رسول مانتے تو آپ کے ساتھ لڑتے کیوں؟ آپ نے اس اعتراض کو بھی قبول کر لیا اور بجائے محمد رسول اللہ کے ’’محمد بن عبد اللہ‘‘ لکھوایا۔ چونکہ آپ مکہ والوں کی ہر بات مانتے چلے جاتے تھے، صحابہؓ کے دل میں بے انتہاء رنج اور افسوس ہوا اور غصہ سے ان کا خون کھولنے لگا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! کیا ہم سچے نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر اُنہوں نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! کیا آپ کو خدا نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس پر حضرت عمرؓ نے کہا پھر آپ نے یہ معاہدہ آج کیوں کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! خدا تعالیٰ نے مجھے یہ تو فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف امن سے کریں گے مگر یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ ہم اسی سال کریں گے یہ تو میرا اپنا اجتہاد تھا۔ اسی طرح بعض دوسرے صحابہؓ نے یہ اعتراض کیا کہ یہ اقرار کیوں کر لیا گیا ہے کہ اگر مکہ کے لوگوں میں سے کوئی نوجوان مسلمان ہو تو اس کے باپ یا ولی کی طرف واپس کر دیا جائے گا لیکن جو مسلمان مکہ والوں کی طرف جائے گا اُسے مکہ والے واپس کرنے پر مجبور نہ ہوں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِس میں کون سے حرج کی بات ہے ہر شخص جو

الإنتشار العربي
صحيفة القومي العربي
Al Enteshar Al Arabi Newspaper
عربية - سياسية تصدر نصف شهرية
Tel:- 323-669-8838 - Fax 323-908-0427 _ Email alenteshar@yahoo.com www.jejprint.com/alenteshar
Alenteshar Al Arabi Newspaper- issue No 470 Wednesday December 25,2013 -3111 Los Feliz Blvd., Suite 214 Los Angeles, CA 90039
Alenteshar AL Arabi Issue 470 Wed December 25, 2013 (19-١٩) الإنتشار العربي الابعاء 25كانون اول -ديسمبر 2013
ملخص خطبة الجمعة
التي ألقاها الامام ميرزا مسرور أحمد
Imam Shamshad -Baitul Hamid Mosque
11941 Ramona Ave.Chino, CA 91710
909-627-2252.

مسلمان ہوتا ہے وہ اسلام کو سچا سمجھ کر مسلمان ہوتا ہے رسمی اور رواجی طور پر مسلمان نہیں ہوتا۔ ایسا شخص جہاں بھی رہے گا وہ اسلام کی تبلیغ کرے گا اور اسلام کی اشاعت کا موجب ہو گا لیکن جو شخص اسلام سے مرتد ہوتا ہے ہم نے اُسے اپنے اندر رکھ کر کرنا کیا ہے۔ جو شخص ہمارے مذہب کو جھوٹا سمجھ بیٹھا ہے وہ ہمارے لئے کس فائدہ کا موجب ہوسکتا ہے۔ آپ کا یہ جواب ان غلطی خوردہ مسلمانوں کا بھی جواب ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اگر اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر اصرار کرتے کہ ہر مرتد واپس کیا جائے تا کہ اُس کو اُس کے جرم کی سزا دی جائے۔ جس وقت یہ معاہدہ لکھ کر ختم ہوا اور اس پر دستخط کر دیئے گئے۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کی صحت کے پرکھنے کا سامان پیدا کر دیا۔ سہیل جو مکہ والوں کی طرف سے معاہدہ کر رہا تھا اس کا اپنا بیٹا رسیوں سے جکڑا ہوا اور زخموں سے چور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر گرا اور کہا یا رسول اللہ! میں دل سے مسلمان ہوں اور اسلام کی وجہ سے میرا باپ مجھے یہ تکلیفیں دے رہا ہے۔ میرا باپ یہاں آیا تو میں موقع پا کر آپ کے پاس پہنچا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی جواب نہ دیا تھا کہ اس کے باپ نے کہا معاہدہ ہو چکا ہے اور اِس نوجوان کو واپس میرے ساتھ جانا ہوگا۔ ابوجندل کی حالت اُس وقت مسلمانوں کے سامنے تھی وہ اپنے ایک بھائی کو جو اپنے باپ کے ہاتھوں سے اِس قدر ظلم برداشت کر رہا تھا واپس جانا دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اُنہوں نے تلواریں میانوں سے نکال لیں اور اس بات کا فیصلہ کرلیا کہ وہ مرجائیں گے مگر اپنے بھائی کو اس تکلیف کے مقام پر پھر جانے نہیں دیں گے۔ خود ابوجندل نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! آپ میری حالت کو دیکھتے ہیں کیا آپ اس بات کو گوارا کریں گے کہ پھر مجھے اِن ظالموں کے سپرد کر دیں تا کہ پہلے سے بھی زیادہ مجھ پر ظلم توڑیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے رسول معاہدے نہیں توڑا کرتے۔ ابوجندل! ہم معاہدہ کر چکے ہیں تم اب صبر سے کام لو اور خدا پر توکل کرو وہ تمہارے لیے اور تمہارے جیسے اور نوجوانوں کے لئے خود ہی بچنے کی کوئی راہ پیدا کر دے گا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن 309-311)

یہ شرائط تھیں صلح حدیبیہ کی۔ ان شرائط کے ایک ایک لفظ سے آنحضرت ﷺ کی عظمت اور آپ کے بلند اخلاق اور اعلیٰ ہمت، صبر اور توکل کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ ذرا سوچیں کہ آپ کی کس قدر عاجزی و انکساری ہے کہ ان کے کہنے پر خود لفظ رسول اللہ مٹا دیتے ہیں اور معاہدہ میں صرف محمد بن عبداللہ لکھوا دیتے ہیں۔ اس سے تمام ایسے لوگوں کے سرنگوں ہوجانے چاہئیں جو چھوٹی چھوٹی باتوں میں تکبر، نخوت، خودپسندی، غرور اور اپنی بڑائی سے کام لیتے نہیں تھکتے؟ آپ نے یہ سب کچھ امن، محبت بھائی چارے اور ہم آہنگی کی فضا پیدا کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا۔

خاکسار نے ایک واقعہ لکھا کہ نیویارک میں گراونڈ زیرو پر اسلامی سینٹر بنانے کے بارے میں سارے ملک میں ایک تضاد سا نظر آرہا ہے۔ ہم اس کے بنائے جانے کے حق میں ہیں کہ ضرور بننا چاہئے۔ وہاں پر اسلامک سنٹر بنے یا مسجد بنے۔ اچھی بات ہے! لیکن اس کے بننے سے پہلے وہاں پر زمین ہموار کرنے کا پروگرام بنانا چاہئے تھا (یعنی لوکل لوگوں سے مل کر بتائیں کہ ہم مسلمان ہیں اور امن پسند ہیں وغیرہ)

یہ تو ان مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ امریکہ جیسے ملک میں رہتے ہیں جہاں مذہبی آزادی ہے۔ ذرا سوچ کر دیکھیں کہ کیا کسی عیسائی کو مسلمان کسی ایسی جگہ اپنے ملک میں ان کی عبادت گاہ بنانے کی اجازت دیں گے۔ میرے خیال میں تو ہرگز نہیں بلکہ بموں سے سب کو اڑا دیں گے اور مزید مشکلات کھڑی کر دیں گے کیونکہ کوئی لیڈر شپ نہیں ہے اور کوئی قانون نہیں ہے۔

خاکسار نے آخر میں لکھا کہ پس مسجد کو امن کی جگہ بنائیں۔ اگر مسجد بنانے سے لوگوں کا سکون خراب ہو اور وہ اسے پسند نہ کریں تو بلاوجہ سکون خراب کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام زمین کو مسجد بنا دیا ہے۔ پس وہاں نہیں تو کسی اور جگہ بنالی جائے اگر مقصد صرف مسجد بنانا ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 8 اکتوبر 2010ء صفحہ 15 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ''مسلمان صلح حدیبیہ سے سبق حاصل کریں'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 8تا14 اکتوبر 2010ء صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ''مسلمان صلح حدیبیہ سے سبق حاصل کریں'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے جو اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت یکم اکتوبر تا 7 اکتوبر 2010ء صفحہ 14 پر پورے صفحہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 20 اگست 2010ء کی تصویر کے ساتھ شائع کیا جس کی ہیڈ لائن یہ دی گئی ہے۔

''قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ دنیا میں رحمت تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے نہ کہ امن پسند شہریوں کے امن چھیننے کی تعلیم دینے کے لئے اور نہ کہ معصوموں کی جانوں سے بے رحمانہ طور پر کھیلنے کے لئے۔''

ہر احمدی کا فرض ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کی عملی تصویر بننے کے لئے اپنی استعدادوں کے لحاظ سے بھرپور کوشش کرے۔

حضور نے فرمایا: آپ ﷺ اللہ کے وہ پیارے رسول ہیں جو تمام انسانوں کے لئے مبعوث ہوئے اور اب تا قیامت اور کوئی نئی شرعی کتاب والا نہیں آسکتا اور قرآن کریم کا پیغام ایک عالمگیر پیغام ہے اور آپ ﷺ تمام انسانوں کے لئے تا قیامت نبی ہیں۔ فرمایا: کاش آج کے شدت پسند ملاؤں اور اپنے زعم میں عالم کہلانے والوں کو بھی یہ پتہ لگ جائے جو مذہبی جُبّہ پوش ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ دنیا میں رحمت تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے نہ کہ امن پسند شہریوں کے امن چھیننے کی تعلیم دینے کے لئے...... مومنین کا فرض ہے کہ اس روشن تعلیم (البقرہ:184) اور ہدایت سے پُر کتاب کو اپنے سامنے رکھیں کہ یہ راہنما ہے۔

جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد نے یہ بھی کہا کہ سب سے پہلے مسلمانوں کے عمل ہونے چاہئیں جسے دنیا دیکھ سکے اور یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ آج مسلمانوں کے عمل ہی ہیں جو مخالفین اسلام کو موقع دے رہے ہیں کہ وہ قرآن کریم اور اس کی تعلیم پر اعتراض کریں۔ فرمایا آجکل قرآن کریم اور اسلامی تعلیم کو بدنام کرنے کی ایک مذموم کوشش امریکہ کے ایک چرچ کی طرف سے ہو رہی ہے جس نے ایک ظالمانہ کام کا پروگرام بنایا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جو اعتراضات اس چرچ نے کئے ہیں انتہائی لغو اور بودے اور بے ہودہ ہیں۔ انہوں نے مزید کہا: کہ ہم بھی بائبل پر بہت سے اعتراضات کر سکتے ہیں لیکن ہمارا کام نہیں ہے کہ فساد پیدا کریں۔ علمی بحث اور اعتراض کا حق ہر ایک کو حاصل ہے اور ہم علمی بحث کرتے ہیں یہ حق کسی مسلمان کا نہیں کہ ان باتوں کی وجہ سے یا بعض جگہ اس میں توحید کے خلاف ہے مسلمان بائبل کو جلانا شروع کر دیں۔

جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے کہا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جس جری اللہ کو مبعوث فرمایا ہے اس نے اس تعلیم کو اس عظمت سے ظاہر فرمایا کہ جو بندے کو خدا بنانے والے تھے۔ انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ مرزا غلام احمد اور اس کے ماننے والوں سے مذہبی بحث نہ کرو۔ آپ نے بائبل سے ہی ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے نہیں۔

آپ نے فرمایا جب انسان شکست خوردہ ہو جائے اور اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو اس کے پاس اس کے علاوہ چارہ نہیں ہوتا کہ شدت پسندی پر اتر آئے اور یہی یہ چرچ کر رہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ شدت پسندی کی تعلیم یہ چرچ دے رہا ہے یا مسلمان......؟ یہ چرچ تو اپنی تعلیم پر بھی عمل نہیں کر رہا جو ان کی اپنی تعلیم بائبل سے ہے۔ بہت سے عیسائی چرچوں نے بھی اس چرچ کی ظالمانہ کوشش کی مذمت کی ہے۔ فرمایا کہ امریکہ کی جماعت کو میں نے کہا کہ ایک مہم کی صورت میں اس پر کام کریں۔ دنیا کی باقی جماعتوں کو بھی اس طرح کرنا چاہئے۔ یہ طریقہ جو وہ اپنا رہے ہیں یہ دنیا میں فساد پیدا کرنے کا طریقہ ہے، اس سے کینوں کی دیواریں کھڑی ہوں گی۔ قرآن کریم تو ہر نبی کی عزت کرتا ہے۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاء اللہ)

ضیاء اللہ مبشر

گردہ کی پتھری سے نجات کا ایک آزمودہ نسخہ

گردہ کی پتھری کے مرض کے بارہ میں سنا کرتے تھے کہ بہت موذی اور تڑپانے والا درد رکھتا ہے۔ بارہا بڑے بڑے توانا لوگوں کو اس کی شدت میں تڑپتے دیکھا۔ لیکن درد گردہ کا صحیح اندازہ اس وقت ہوا جب گردہ کی پتھری کے سبب ''اہل درد'' میں شامل ہوگئے اور دو سال سے زائد عرصہ تک پتھری کو گردہ کی نالی میں اٹکائے رکھا اور ربوہ سے کراچی تک مختلف ہسپتالوں اور ماہرین مرض ہذا کے چکروں میں پڑے رہے۔ گاہے پتھری گردہ کا یہ درد ہمیں فضل عمر ہسپتال کے سرجیکل وارڈ کا مہمان بنانے اور کبھی ضبط کی حدود سے متجاوز ہو کر یاد خدا میں بڑھانے کا باعث بھی ہوتا رہا۔ لیکن آپریشن یا کسی ایسے ہی سرجیکل طریق علاج سے اس لئے کنارہ کرتے رہے کہ بقول طبیب جب گردہ پتھری بنانا شروع کردے تو اسے کسی ''فرمائش مکرر'' کے بغیر ہی بار بار دہرانے کا عادی ہوجاتا ہے۔

ایسے ہی لمحات کرب والم میں ایک بار ہسپتال کے سرجیکل وارڈ میں ''ایام استراحت'' کے دوران ایک بزرگ نے طریق علاج کے لئے مشورہ عنایت فرمایا۔ اللہ بھلا کرے ان کا کیونکہ بعدہ نسخہ ہمیں راس آ گیا۔ پہلے تو یہ سوچ کر کہ ہر تیماردار درد بٹانے کے لئے کوئی نہ کوئی نسخۂ چارہ گری ضرور دے جاتا ہے کیونکہ شاید یہ ہمارے معیار ہمدردی کی روایتی علامت ہے۔ ہم نے ان بزرگ کے اس مشورہ پر ازخود رسائی کی کوشش ضروری نہ سمجھی کہ ''علی پور میں کسی کے پاس گردے کی پتھری کے علاج کا کامیاب دیسی نسخہ ہے۔ استعمال کر کے دیکھ لو'' لیکن تقدیر شاید ہمیں خود ہی بفضل یزداں سوئے شفا لے جانا چاہتی تھی کہ چند ہی روز بعد ایک غرض سلسلہ سے ہمیں علی پور جانا پڑ گیا۔ رات گئے تک مصروفیت کے بعد وقت ملنے پر جب علی پور کے مربی صاحب سے ذکر کیا کہ علی پور میں سنا ہے گردے کی پتھری کا کوئی نسخہ کسی ''دردمند'' نے چھپا رکھا ہے؟ تو محترم مربی صاحب نے یہ راز آشکار کیا کہ اس معاملہ میں وہ خود بھی ہمارے ''ہم درد'' ہیں کیونکہ اس درد کی منازل طے کر چکے ہیں اور صبح سویرے ہمیں ایک چھوٹی بوتل میں دیسی دوائی کا تیار شدہ سفوف مہیا کر دیا۔ تاہم ان کی محبت واحسان کہ ہماری درخواست پر ہمیں نسخہ بھی لکھوا کر مہیا کر دیا۔ اللہ ان کو جزائے حسنہ سے نوازے۔ نسخہ تو بظاہر سادہ تھا لیکن ہمارے لئے تو بلا کا کام کر گیا کہ چند دن استعمال کرنے پر ہی ہمارے گردے پر 2سال سے ناجائز قابض سنگدل پتھری نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی اور بالآخر گردے نے پتھری کو ریزہ ریزہ کر کے اگل دیا اور ہمیں درد گردہ سے نجات مل گئی۔ کوئی دو سال بعد جب گردہ کے اس مرض نے ''مکرر حملہ'' کر کے دوبارہ پتھری کے درد میں مبتلا کر دیا تو ڈاکٹر صاحب نے ہماری حالت زار کو دیکھتے ہوئے فوری ہسپتال داخل ہو جانے کی ہدایت دے دی، لیکن خوش قسمتی سے اسی دیسی نسخہ کی مرقومہ پرچی ہمارے بٹوہ سے برآمد ہوگئی۔ ڈاکٹر صاحب کی منت سماجت سے دو روز کی مہلت لی اور گھر جاتے ہوئے راستہ سے یونانی دواخانے جا کر 19روپے میں مذکورہ نسخہ کی مفردات خرید کر ساتھ لے گئے۔ بیگم صاحبہ نے ہماری حالت الم کے پیش نظر ان مفردات کو فوراً پیس کر سفوف بنا دیا اور ہم نے درد سے تڑپتے ہوئے ایک خوراک اسی لمحہ وافر مقدار پانی کے ساتھ نگل لی۔ خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت اور نرالی شان کہ 2 گھنٹہ کے اندر ہی کھجور کی گٹھلی کے برابر سالم پتھری پیشاب کے ساتھ باہر آ گئی۔

کیا عجب تونے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص

اس کے بعد تو جب بھی ہمیں درد گردہ نے ستایا ہم نے اسی نسخہ کی مدد سے سنگ گردہ کو پاش پاش کیا ہے۔ بعض احباب کو بھی بتایا انہوں نے بھی استفادہ کیا۔ ایک بار ایسے بھی ہوا کہ دسمبر کی دھند میں دوران سفر اپنے ایک ہم رکاب کی خواہش پر ساہیوال میں سرراہ ایک دوست

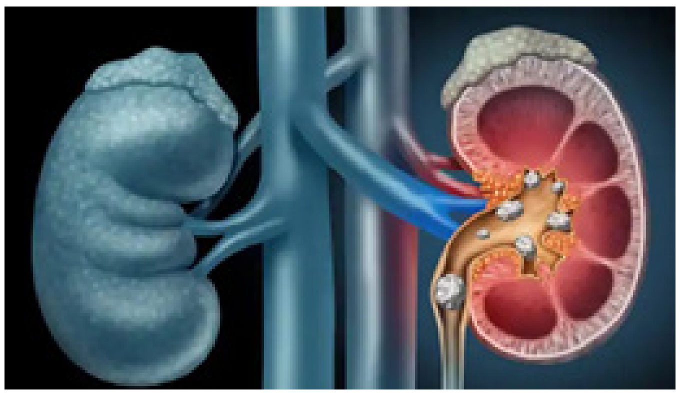

کے ہاں چند لمحے قیام کیا تو میزبان دوست نے اپنے نوعمر صاحبزادے کا تعارف کرواتے ہوئے برسبیل تذکرہ دعا کی غرض سے ذکر کیا کہ بچہ کا جلسہ قادیان پر جانے کا ارادہ ہے لیکن گردہ کی پتھری کے سبب بیمار ہوگیا ہے۔ شاید آپریشن کروانا پڑے۔ ہمیں فوراً وہی دیسی نسخہ یاد آیا تو کاغذ پر لکھ کر ازراہ ہمدردی ''حسب روایتِ عیادت کنندگان'' دے دیا۔ کوئی دس روز بعد جلسہ قادیان پر ہم بھی گئے تو حسن اتفاق سے قادیان میں پہلے ہی روز ساہیوال کے یہی دوست اپنے صاحبزادے کے ہمراہ سرراہ مل گئے اور بتایا کہ وہی نسخہ استعمال کیا اور اللہ کے فضل سے پتھری باہر آ گئی اور شفا ہوگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

خدا تعالیٰ کی عجیب شان اور قدرت ہے۔ چاہے تو مٹی کے ذروں میں بھی شفا رکھ سکتا ہے۔ ہم کوئی حکیم یا طبیب تو نہیں۔ نہ ہی اس شعبہ سے کوئی علاقہ ہے تاہم اپنے تجربہ میں آیا ہوا نسخہ افادۂ عام کے لئے تحریر کیے دیتے ہیں شاید کسی ''ہم درد'' کے کام آجائے تو وہ ہمیں دعا دے۔

نسخہ

(1) مگھاں (فلفل دراز) 20 گرام

(2) نمک سابھر 20 گرام (3) نوشادر ٹھیکری 20 گرام

(4) ست اجوائن 3ماشہ (5) ست پودینہ 3ماشہ

ترکیب

نمبر1 تا نمبر 3 کو گرائینڈر کے ذریعہ باریک پیس لیں اور اس پیسے ہوئے سفوف میں نمبر 4 اور نمبر 5 (دونوں ست) رکھ کر کسی چمچے وغیرہ سے پیس دیں اور ملا دیں۔ تیارشدہ نسخہ کی آٹھ ہم وزن خوراکیں بنالیں اور روزانہ ایک خوراک تازہ پانی کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں۔ پانی زیادہ مقدار میں استعمال کرنا ہوگا۔ شفا دینے والی خدا کی ذات ہے۔

رپورٹ: جاوید اقبال ناصر۔ مربی سلسلہ جرمنی

مونٹی نیگرو میں تعارفی میٹنگز

اللہ تعالیٰ کی زمین میں یہ ملک Southeastern Europe میں واقع ہے اور بلقان کا حصہ ہے۔ اس کو بوسنیا، کوسوو، البانیہ اور کروشیا کی سرحدیں لگتی ہیں۔ جبکہ Adriatic Sea بھی اس کو لگتا ہے۔ اس کے دارالحکومت کو Podgorica کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس میں سربین، بوسنین، کروشین اور البانین زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اس میں 75 فیصد عیسائی اور 20 فیصد کے قریب مسلمان موجود ہیں۔

مارچ کے مہینے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس ملک میں جانے کا ارشاد بذریعہ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی موصول ہوا۔ اس تعلق میں مکرم امیر صاحب سے مؤرخہ 26 مارچ کو میٹنگ ہوئی اور جانے کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ اس سفر میں کامیابی کے لیے پیارے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط ارسال کیے گئے۔ 10 مئی کی شام کو شعبہ تبلیغ جرمنی کی طرف سے ایک مربی صاحب کی الوداعی تقریب تھی جس کے بعد وہ اپنے سنٹر جو کہ جرمنی سے باہر تھا تشریف لے کر جا رہے تھے۔ جس میں شعبہ تبلیغ کے کارکنان کے علاوہ مکرم امیر صاحب اور مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی نے بھی شمولیت کی۔ خاکسار کو بھی شامل ہونے کی توفیق ملی۔ دعاؤں اور نصائح سے بھرپور اس محفل میں کھانے کے لیے چند اقسام کے سینڈوچ بھی سجائے گئے تھے۔ اگلے دن مؤرخہ 11 مئی کو فرینکفورٹ

سے بوسنیا کے درالحکومت سرائیوو کی جانب خاکسار کی روانگی ہوئی۔ رات کو 12 بجے کے قریب جہاز کا سرائیوو میں اترنا ہوا لیکن ایک گھنٹہ دیر سے۔ بتایا یہ گیا کہ موسم کی خرابی اور دشواری تھی۔ وہاں پر مکرم مُحفیض الرحمان صاحب مبلغ سلسلہ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ لینے کے منتظر تھے۔

ہم نے ساری رات باتوں اور منصوبہ بندی میں گذاری، یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہوا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آرام کیا۔

بقیہ صفحہ 11 پر

رپورٹ: چوہدری طاہر احمد گل۔ نمائندہ الفضل آن لائن بیلجیم

مجلس شوریٰ بیلجیم کا انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ بیلجیم کی 24ویں مجلس شوریٰ مؤرخہ 21 و 22/ مئی 2022ء کو بیت السلام برسلز میں منعقد ہوئی۔محض اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوکے، کینیڈا، امریکہ، جرمنی، بیلجیم اور گنی بساؤ کی مجالس مشاورت 2022ء کے نمائندگان کے ساتھ لائیو اختتامی خطاب فرمایا جو بیلجیم کی جماعتی تاریخ میں ایک عظیم الشان سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے جس پر ہم جتنا بھی خدائے واحدہ لاشریک کا شکر بجالائیں وہ کم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ بیلجیم کی مجلس مشاورت مؤرخہ 21/ مئی بروز ہفتہ صبح دس بجے رجسٹریشن کا آغاز ہوا جس کے بعد مجلس شوریٰ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز گیارہ بجے مسجد بیت السلام میں مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بیلجیم کی زیرِ صدارت ہوا۔مکرم آصف بن اویس صاحب مربی سلسلہ نے تلاوتِ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ دعا کے بعد امیر جماعت مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں شوریٰ کی مختصر تاریخ، اغراض و مقاصد اور اہمیت بیان کی۔

محترم امیر جماعت صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس شوریٰ کو اہمیت دیتے ہوئے 15تا16اپریل 1922ء کو ہندوستان میں منعقد کیا جس میں پورے ملک سے 52 شوریٰ ممبران حاضر ہوئے۔ اس اہم ترین اور تاریخی شوریٰ اجلاس میں خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے شوریٰ کی روح بیان کرتے ہوئے اس کی اہمیت و مقاصد، نتائج اور قواعد و ضوابط کو بھی واضح انداز میں پیش کیا۔ آپؓ نے شوریٰ کی اہمیت وضرورت کے لحاظ سے فرمایا کہ شوریٰ ممبران حقیقت پسندی سے کام لیں، بہترین رائے دیں، ایک ہی موضوع پر تکرار نہ کی جائے، وقت بچاتے ہوئے بہت زیادہ سوچ بچار کے بعد پرمغز تجاویز دی جائیں۔ اس تاریخی مجلس شوریٰ میں سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آئندہ آنے والے زمانوں میں شوریٰ سے دنیا کے بادشاہ بھی مستفید ہوں گے انہوں نے اس کے لیے عیسائیت میں پوپ کی مثال دی کہ آج بھی اُن کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے اور سنا جاتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ آج ہمیں کمزور سمجھا جاتا ہے جبکہ آنے والے وقتوں میں ہماری رائے کو سنا جائے گا۔ اُس کو اہمیت دی جائے گی بلکہ ہماری حیثیت ماضی کے عظیم الشان فقہا اسلامی کی طرح ہوں گی جو سماوی علوم میں ستاروں کی طرح بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی کرے گی۔ ان شاءاللہ

بعد ازاں امسال کی مجلس شوریٰ میں پیش ہونے والی تجاویز پر غور وخوض کے لیے شعبہ امورِ عامہ و تربیت، شعبہ تربیت اور شعبہ مال کے تحت سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔شعبہ امورِ عامہ و تربیت کے تحت قائم ہونے والی سب کمیٹی کے صدر مکرم سیّد حامد محمود شاہ صاحب مقرر ہوئے جبکہ مکرم منور احمد بھٹی راجپوت صاحب اس کمیٹی کے سیکرٹری تھے۔

شعبہ تربیت کے تحت تشکیل پانے والی سب کمیٹی کے صدر مشنری انچارج مکرم احسان سکندر صاحب مقرر ہوئے جبکہ مکرم عبد الصمد صاحب نے بطور سیکرٹری فرائض سرانجام دیے۔ اور شعبہ مال کے تحت قائم کی جانے والی سب کمیٹی کے صدر مکرم امداد حسین صاحب تھے جبکہ مکرم عمران احمد صاحب اس کمیٹی کے سیکرٹری تھے۔سب کمیٹیوں نے مقررہ مقامات پر اپنے اپنے اجلاسات کا آغاز کر دیا جو رات گئے تک جاری رہے۔مؤرخہ 22/ مئی کو مجلس شوریٰ کی کارروائی کا آغاز ساڑھے گیارہ بجے مکرم امیر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ بعد ازاں وقفہ برائے نمازِ ظہر وعصر اور طعام ہوا جس کے بعد امیر جماعت بیلجیم مجلس عاملہ جماعت احمدیہ بیلجیم کا انتخاب ہوا جس کی صدارت مکرم احسان سکندر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ بیلجیم نے کی۔مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ بیلجیم میں کُل 76 نمائندگان شوریٰ نے شامل ہونے کی توفیق پائی۔

آخر پر جماعت احمدیہ بیلجیم امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مجلسِ شوریٰ کے باقاعدہ قیام پر سو سال مکمل ہونے پر عاجزانہ مبارکباد پیش کرتی ہے نیز دعا گو ہے کہ خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ یہ ادارہ ترقی کرتا چلا جائے اور اسلام احمدیت کے حقیقی غلبہ اور ممبرانِ جماعت احمدیہ کی تربیت و ترقی میں خلیفۂ وقت کے دستِ راست کے طور پر اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق پاتا چلا جائے۔ آمین۔

بقیہ: مونٹی نیگرو میں تعارفی میٹنگز...... از صفحہ 10

اس دن چند احباب سے میل ملاپ، گفتگو ومکالمہ ہوا۔اگلے دن مؤرخہ 13 مئی کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ایک وفد کی صورت میں بوسنیا کے مشن ہاؤس سے ہم Montenegro کی جانب ایک کار میں روانہ ہوئے۔ خاکسار کے ہمراہ مبلغ سلسلہ بوسنیا، فرید صاحب سیکریٹری تبلیغ بوسنیا، فواد صاحب ایک بوسنین نو مبائع اور ایک زیر تبلیغ دوست تھے۔ وہاں پر قیام کے دوران دو زیر تبلیغ فیملیز اور 17 مختلف مکاتبِ فکر دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ 15 مئی کی شام کو Montenegro کے دارالحکومت میں ایک تعارفی میٹنگ ہوئی جس میں اس شہر کے میئر کی کابینہ کے ایک ممبر کے علاوہ مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے اشخاص سے ملاقات ہوئی۔ پولیس اکیڈمی میں کام کرنے والے ایک نوجوان سے تفصیلی گفتگو ہوئی اور خاکسار کی گفت و شنید کی ترجمانی بھی انہوں نے انگلش سے کی۔شاملین کی تعداد 12 تھی۔ جماعت کا تعارف کروانے کا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا کیا۔ یہ پروگرام دو گھنٹے تک جاری رہا۔ اس میٹنگ کے انعقاد کرنے میں زیادہ کاوش مبلغ سلسلہ وسیکریٹری صاحب تبلیغ بوسنیا نے کی۔ مکرم صمد غوری صاحب مبلغ سلسلہ البانیہ بھی وہاں پر آ گئے اور ان کے ذریعہ بھی اگلے دن ایک زیر تبلیغ البانین فیملی اور ایک دوست سے ملاقات ہوئی۔ جماعت کی رجسٹریشن کے سلسلہ میں وہاں پر ایک وکیل سے ملاقات کر کے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ چند ایک ضروری کاغذات بھی اس کے حوالے کیے گئے۔ اس کام میں مکرم حافظ فرید احمد صاحب خالد نیشنل سیکریٹری تبلیغ جرمنی کی مشاورت و معاونت بھی ساتھ رہی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے جنہوں نے اس دورہ کو کامیاب کرنے میں تعاون کیا۔ اور اللہ تعالیٰ اس علاقے میں بھی احمدیت کا پیغام جلد از جلد پھیلانے کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن، آئیوری کوسٹ

صدسالہ جوبلی کے تحت لجنہ کی زیر نگرانی مسجد کا سنگ بنیاد

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 25 دسمبر 1922ء کو مجلس لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی جس کے مقاصد میں سے احمدی بچیوں اور عورتوں کی روحانی و جسمانی تعلیم، تربیت و تنظیم کر کے انہیں حقیقی مومنہ اور معاشرہ کا ایک مفید وجود بنانا تھا۔ یہ مجلس الحمد للہ ترقیات کے مراحل طے کرتے کرتے ایک تناور درخت بن چکی ہے۔ مجلس لجنہ اماء اللہ کے نظام کے آغاز کو امسال بفضل اللہ تعالیٰ سو (100) سال پورے ہونے جارہے ہیں جس کے تحت کئی ممالک میں لجنہ اماء اللہ کی صد سالہ جوبلی کے تشکر کے طور پر صد سالہ جوبلی پروگرامز مرتب کئے گئے اور ان پر عملدآمد جاری ہے۔

لجنہ اماءاللہ آئیوری کوسٹ کو بھی صدر صاحبہ لجنہ آئیوری کوسٹ نیز انکی نیشنل عاملہ کی زیر قیادت بفضل اللہ تعالیٰ امسال صد سالہ جوبلی پروگرام مرتب کر کے ان پر عملدآمد کروانے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے جن میں تربیت کے مراحل مثلاً مختص کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ، ملک بھر میں شجر کاری مہم کے تحت پھلدار درخت لگانے کی تحریک،

قرآن کریم ناظرہ و باترجمہ سیکھنے کی طرف خاص توجہ نیز سالانہ علمی و ورزشی اجتماع کے انعقاد کروانے کی توفیق مل رہی ہے مجلس لجنہ اماءاللہ آئیوری کوسٹ نے صد سالہ جوبلی کے پروگرام میں اظہار تشکر کے لئے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروانے کی تحریک بھی کی جس کے لئے چندہ جمع کرنے کا آغاز گزشتہ سال ہی شروع کر دیا گیا تھا۔ آئیوری کوسٹ کے تمام ریجنز کی لجنہ اماء اللہ نے اس کارخیر میں حصہ لیا ہے جس کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ تاہم ماہ مئی تک اس کارخیر میں ایک اچھی رقم جمع ہونے کے بعد مرکزی منظوری سے لجنہ اماء اللہ آئیوری کوسٹ (Côte d’Ivoire) کو ملک کے تجارتی صدر مقام آبی جان (Abidjan) میں واقع جماعتی جگہ مہدی آباد (Mediabad) میں 360 مربع میٹر پر محیط دومنزلہ مسجد کی تعمیر کے آغاز کے طور پر مؤرخہ 21 مئی 2022ء بروز ہفتہ مسجد کے سنگ بنیاد کے پروگرام منعقد کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس بابرکت تقریب کے مہمان خصوصی مکرم امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ عبدالقیوم پاشا صاحب تھے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد اس بابرکت تقریب سنگ بنیاد میں پہلی اینٹ مکرم امیر صاحب نے رکھی جبکہ انکے بعد صدر صاحبہ لجنہ آئیوری کوسٹ نے اینٹ رکھنے کی سعادت پائی جن کے بعد نیشنل عاملہ لجنہ اماءاللہ آئیوری کوسٹ، ریجنل مبلغین کرام، بیگمات مبلغین کرام اور تمام ریجن کے ایک ایک منتخب نمائندہ نے اس سعادت سے حصہ پایا نیز ساتھ ہی ساتھ شاملین میں مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔ جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور اس تقریب کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ لجنہ اماء اللہ آئیوری کوسٹ کو احسن رنگ میں مسجد کی تعمیر کی توفیق عطا فرمائے اور اس مسجد کو ہمیشہ مومن نمازیوں سے آباد رکھے نیز لجنہ اماءاللہ آئیوری کوسٹ کے بقیہ پروگرامز برائے تشکر صد سالہ جوبلی میں بھی برکت ڈالے اور جس مقصد کے لئے حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے مجلس کا آغاز فرمایا تھا اس ہر ایک مقصد کی احسن رنگ میں تکمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ایک سبق آموز بات

ایک فنش شاعر کا مشہور فقرہ ہے

Kell’onni on,se onnen kätkeköön.

یعنی جو بہت زیادہ خوش ہے اسے اس کو چھپانا چاہیے۔ اور درحقیقت اس خاصیت کی وجہ سے معاشرے میں طبقاتی تقسیم بھی اور حسد بھی کم ہوتا ہے اور اگر کوئی ان خوشیوں سے محروم ہے تو اس کی دل آزاری بھی نہیں ہوتی۔ لیکن آج کل سوشل میڈیا کی وجہ سے دکھاوا بہت عام ہو رہا ہے جس کے نتیجے میں نفسیاتی دباؤ بڑھ رہا ہے۔ ہم اپنے اظہار کے جذبات کو کنٹرول کر کے معاشرے میں خاموش تبدیلی لا سکتے ہیں۔

طاہر احمد۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن فن لینڈ

طلوع وغروب آفتاب

29/جون2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:13	19:07
مدینہ منورہ	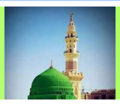	04:05	19:14
قادیان		03:46	19:38
ربوہ		03:26	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:21	21:22

فقہی کارنر

احمدی شہید کا جنازہ فرشتے پڑھتے ہیں

(حضرت مسیح موعودؑ کے حضور) ذکر تھا کہ بعض جگہ چھوٹے گاؤں میں ایک احمدی گھر ہے اور مخالف ایسے متعصب ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی احمدی مرجائے گا تو ہم جنازہ بھی نہ پڑھیں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایسے مخالفوں کا جنازہ پڑھا کر احمدی نے کیا لینا ہے۔ جنازہ تو دعا ہے۔ جو شخص خود ہی خدا تعالیٰ کے نزدیک مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ میں ہے۔ اس کی دعا کا کیا اثر ہے؟ احمدی شہید کا جنازہ خود فرشتے پڑھیں گے۔ ایسے لوگوں کی ہر گز پرواہ نہ کرو اور اپنے خدا پر بھروسہ کرو۔

(بدر 16 مئی 1907ء صفحہ 3)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)